

اسرار الصلوٰۃ

خواجہ میر درد بھوی

مترجم: عادل اسیر دہلوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اسرار الصلاۃ

خواجہ میر درد ہلوی

(مترجم)
عادل اسیر ڈھلوی

ملک بک ڈپو

3212، ترکمان گیٹ، دہلی - 110006

E-mail: aadilaseer@hotmail.com

Mobile : (0) 98 99 711 762

سلسلہ مطبوعات — ۱

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ)

ISBN: 81-87944-70-6

نام کتاب : اسرار الصلوٰۃ

مصنف : خواجہ میر درد دہلویؒ

مترجم : عادل اسیر دہلوی

صفحات : 48

تعداد : 1000

اشاعت اول : 2011ء

قیمت : پچپس روپے = 25/-

ناشر : ملک بک ڈپو

110006، ترکمان گیٹ، دہلی۔ 3212

طبع : انیس آفیسٹ پرنٹرز

110002، کوچہ چیلان، دریا گنخ، نئی دہلی۔

ASRARUS SALAT

By: Khawaja Meer Dard Dehlvi

MALIK BOOK DEPOT

3212, Turkman Gate, Delhi- 110006

E-mail: aadilaseer@hotmail.com

Mobile: 098 99 711 762

Price: Rs. 25/-

خواجہ میر درد ہلوی

خواجہ میر درد ہلوی ۱۱۳۵ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام خواجہ محمد ناصر عندلیب تھا۔ وہ آپ کے والد ہی نہیں بلکہ روحانی مرشد و رہنما بھی تھے۔ انہوں نے فارسی میں دو کتابیں ”نالہ عندلیب“ اور ”رسالہ ہوش افزائی“ تحریر کی تھیں۔ فارسی میں آپ کا ایک مختصر دیوان بھی تھا۔ حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب نے رسمی علوم کی باقاعدہ تحصیل نہیں کی تھی۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ محمدیہ جاری کیا تھا، اس لحاظ سے آپ امیر احمد بن اور خواجہ میر درد، جو کہ آپ کے جانشین بھی تھے، اول احمد بن اہلا تے ہیں۔ اپنے والد حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب کی وفات کے بعد آپ تا حیات طریقہ نقشبندیہ محمدیہ کی ترویج و اشاعت میں مشغول رہے۔

خواجہ میر درد نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب سے حاصل کی تھی۔ تذکرہ زگار قدرت اللہ قادر کے مطابق مفتی دولت مرحوم سے بھی چند ماہ رسمی تعلیم حاصل کی تھی، البتہ محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ انہوں نے مفتی دولت مرحوم سے مثنوی مولانا روم کا درس لیا تھا۔ ناصر نذرِ فراق کا بیان ہے کہ خواجہ میر درد نے فارسی کے لیے سراج الدین علی خاں آرز و اکبر آبادی کی صحبت اختیار کی تھی۔

خواجہ میر درد نجیب الطرفین سید تھے۔ آپ کے آباء و اجداد بہاء الدین نقشبندیہ سلسلے سے تھے اور بخارا کے قدیم باشندے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار خواجہ محمد ناصر عندلیب نے اپنی فارسی تصنیف ”رسالہ ہوش افزائی“ میں تفصیل سے اس بارے میں لکھا ہے۔ خواجہ میر درد نے بھی ”علم الکتاب“ میں اس کو صراحت سے بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں تمام ہم عصر

اسرار الصلة

شاعروں اور تذکرہ نگاروں نے بھی آپ کا اور آپ کے والد بزرگوار خواجہ محمد ناصر عنده لیب کا ذکر نہایت ادب اور احترام کے ساتھ کیا ہے، جو آپ کے خانوادے کی بزرگی پر دلالت کرتا ہے۔ خواجہ میر درد ہلوی کے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔ بیٹے کا نام خواجہ ضیاء الناصر تھا اور وہ المخلص کرتے تھے۔ خواجہ میر درد کے بھائی خواجہ محمد میراث کے بعد خواجہ ضیاء الناصر آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔

خواجہ میر درد ہلوی فارسی اور اردو کے اہم ترین شاعروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اردو میں آپ کا دیوان اگرچہ مختصر ہے لیکن کیفیت میں بے مثال ہے۔ فارسی میں بھی آپ کا دیوان مختصر ہے البتہ اردو دیوان کے مقابلے میں ضخیم تر ہے۔ نثر میں آپ کی تمام تصانیف فارسی زبان میں ہیں۔ جن کی تعداد سات بتائی جاتی ہے۔ ان سات کتابوں کے علاوہ بھی کئی دیگر کتابوں کے نام تذکرہ میں ملتے ہیں لیکن ان کا وجود ابھی تک ثابت نہیں ہو سکا ہے۔

فارسی نثر میں آپ کی سب سے پہلی تصانیف ایک مختصر سارسالہ ”اسرار الصلة“ ہے جو آپ نے پندرہ برس کی عمر میں رمضان کے آخری دنوں میں بحالت اعتکاف تحریر کیا تھا۔ دوسری تصانیف رسالہ ”واردات“، ۱۹۳۹ سال کی عمر میں لکھا۔ یہ تصانیف آپ کی فارسی ریباعیات کی عالمانہ تشریح ہے۔ ”علم الکتاب“، آپ کی تیسرا تصانیف ہے۔ یہ آپ کی تصانیف میں سب سے زیادہ ضخیم کتاب ہے اور آپ کی اہم ترین، بلند پایہ تصانیف ہے، جس میں ”واردات“ کی مانند ریباعیات کی شرح نہایت بسیط انداز میں کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ چار کتابیں ”نالہ درد، آہ سرد، شمع محفل اور درد دل“ ہیں۔ یہ چاروں کتابیں عام طور پر رسائل اربعہ کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ یہ چاروں کتابیں خواجہ محمد میراث درد ہلوی نے مرتب کی تھیں۔

”درد دل“ اور ”شمع محفل“ دونوں کتابوں کی تصانیف کا آغاز ۱۹۵۱ھ میں ایک ساتھ ہوا تھا اور ان کے اختتام ۱۹۹۱ھ پر خواجہ میر درد نے اپنی وفات کی پیشین گوئی بھی کی تھی جو صدقی صد

اسرار الصلوٰۃ

درست ثابت ہوئی۔ آپ نے ۱۹۹۱ھ میں عمر چھیا سٹھ سال، دہلی میں انتقال فرمایا اور اپنے والد مرحوم خواجہ محمد ناصر عنده لیبؒ کے قریب دفن ہوئے۔ اب یہ علاقہ بستی خواجہ میر دردؒ کے نام سے معروف ہے۔

رسالہ ”اسرار الصلوٰۃ“، خواجہ میر دردؒ کی سب سے مختصر اور اولین فارسی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ کتاب خواجہ میر درد نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کی حالت لکھی تھی۔ اس وقت آپ کی عمر صرف پندرہ سال تھی۔ پندرہ سال کی عمر میں ”اسرار الصلوٰۃ“، جیسی کتاب کی تصنیف حیرت انگیز ہے۔ رسالہ میں جگہ جگہ قرآنی آیات اور احادیث کے استعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ متداول علوم پر زبردست قدر ترقیت رکھتے تھے۔ رسالہ کے اختتام پر خواجہ میر دردؒ نے بطور یادگار ایک رباعی بھی تحریر کی ہے۔ اس سے علم ہوتا ہے کہ آپ نے پندرہ برس کی عمر سے پہلے ہی شاعری کا آغاز کر دیا تھا، یہاں تک کہ فارسی زبان میں رباعی گوئی پر بھی قدرت حاصل کر لی تھی۔ آپ کے کلام میں فارسی کے علاوہ چند رباعیات عربی زبان میں بھی ہیں۔

رسالہ ”اسرار الصلوٰۃ“، میں نماز کے اركان اور اس کے متعلق نکات بیان کیے گئے ہیں۔ یہ نکات خواجہ میر درد ہلویؒ کو اپنے والد خواجہ محمد ناصر عنده لیبؒ کے فیضان صحبت سے اللہ تعالیٰ نے منکشف فرمائے تھے۔ یہ رسالہ سات فصلوں میں منقسم ہے۔ ہر باب کے آغاز میں فصل کی جگہ لفظ ”سر“، کا استعمال کیا گیا ہے۔ ارکان نماز چونکہ سات ہیں اس لیے کتاب کو بھی سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ نماز کے اركان کے سات ہونے کا نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے کمال سے اس کارخانہ عالم کی بنیاد اور ان کا دار و مدار سات سات چیزوں پر رکھا ہے۔ چنانچہ افلاؤک سات ہیں، سیارے سات ہیں، طبقات الارض بھی سات ہیں اور شب و روز کی تعداد بھی سات ہے وغیرہ وغیرہ۔ البتہ آپ نے یہ وضاحت بھی

اسرار الصلوٰۃ

کردی ہے کہ نماز میں ہفت اركان کیوں ہیں، اس کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کیونکہ عبادات کے امور میں عقل کو دخل نہیں ہے۔

نماز کے اركان اگر سات ہیں تو شرائط نماز بھی سات ہیں۔ خواجہ میر درد نے نماز کے اركان اور اس کے فضائل کی تفصیل کے ساتھ ساتھ نماز کے ہر کن کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کی صفت کا بھی ذکر کیا ہے اور تمام اركان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی مخصوص اسم اور اس کی تجلی کے ظہور کا بیان بھی کیا ہے۔

رسالہ ”اسرار الصلوٰۃ“ کا ترجمہ متن کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے اب چونکہ فارسی زبان کا روایج کم ہوتا جا رہا ہے اور آئندہ فارسی متن کی فراہمی مشکل تر ہوتی جائے گی۔ اس طرح امید ہے کہ آئندہ کچھ عرصے کے لیے فارسی رسالہ ”اسرار الصلوٰۃ“، بھی عام قارئین اور فارسی داں حضرات کی دسترس میں رہے گا۔

عادل اسیر دہلوی

(دلی: ۲۱ جنوری ۲۰۱۱ء)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسرار الصلوٰۃ

(فارسی سے اردو ترجمہ از: عادل اسیر دھلوی)

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الذي هو افضل المرسلين و على آله واصحابه اجمعين۔

اما بعد! بندہ پر تقصير خواجہ میر محمدی المختص یہ دردغفراللہ لہ عرض کرتا ہے کہ جب اُس ہادی مطلق اور معبد برحق نے قبلہ حقيقة وکعبہ تحقیقی یعنی حضرت قبلہ گاہی مدظلہ العالی کے محض فیضان صحبت کے توسط سے نکات صلوٰۃ اور اسرار نماز بقدر حوصلہ اس فقیر پر منکشف کیے تو ان کو لکھنے کی توفیق بھی عطا فرمائی تاکہ عارفان محقق اس کے مطالعہ سے نہایت مسرت اور عابدان باریک بین اُس کے مشاہدہ سے ترقیاں حاصل کریں اور اس رسالہ کا نام ”اسرار الصلوٰۃ“، رکھا اور ”فصل“، کی جگہ لفظ ”سر“، مقرر کیا اور چونکہ فرائض نماز جن کو ”ارکان صلوٰۃ“، کہتے ہیں، وہ سات ہیں، اس لیے رسالہ میں بھی اس کے مطابق ”ہفت سر“ پر اتفاق کیا گیا ہے۔ واللہ علی مانقول و کیل۔ اور اس کا اصل سبب کہ نماز میں ہفت ارکان کیوں مقرر ہیں، حق سبحانہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کیونکہ عبادات کے امور میں عقل کو دخل نہیں ہے لیکن اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کمال مہربانی سے احکام عبادات کے اسرار سے آگاہی عطا کرتا ہے اور ان کی حقیقت سے مطلع فرماتا ہے تو یہ ایک الگ عمل ہے، جو اس کے فضل و کرم سے تعلق رکھتا ہے۔ بہر حال سنتے ہیں کہ اللہ کی سنت اسی طریقے پر جاری ہے کہ اس سبحانہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے کمال سے تمام دنیا کی بنیاد اور مدارسات سات چیزوں پر قائم کی ہے۔

چنانچہ آسمان کہ ظاہر اطور پر کارخانہ عالم اُن کی گردش سے تعلق رکھتا ہے، سات ہیں۔ اور سیارہ کے ستارے بھی سات ہیں اور زمین جو کہ موالید ثلاثة کے قیام کا باعث ہے، اُس کے بھی سات طبق ہیں۔ اور ربِ لع مسکون جو کہ آب سے خارج ہے وہ بھی سات اقلیم میں منقسم ہے اور آدمی جو کہ عالم صغير سے عبارت ہے اور ظاہر میں خود عالم خلق ہے، اس کے بھی سات اندام ہیں۔ اور باطن میں جو اس کا عالم امر ہے، اس کے بھی سات لطائف ہیں۔ اور اسی طرح ایام عالم کہ جن سے کارِ جہاں کا تعلق ہے، وہ بھی سات ہیں۔ پس اسی طریقے پر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے نماز کو جو کہ امور عبادات میں سے ہے، اس کی بنیاد بھی سات اركان پر قائم کی ہے، جن کے بغیر نماز کی تکمیل کا تصور نہیں کیا جا سکتا، وذلک تقدیر العزیز العلیم۔ پس جس شخص نے اپنے ہفت اندام کی مکمل طور پر اصلاح کی اور ترزکیہ کے ذریعہ پا کیزگی حاصل کی اور اپنے ہفت لطائف کو مساوا کی آلاتشوں سے صاف کیا اور تصفیہ تک پہنچایا تو حقیقت میں اس کی ہی نماز تکمیل و کمال تک پہنچے گی۔ اور اگر ان میں سے کوئی ناقص رہ جاتا ہے تو نماز کی شرائط اور ارکان میں خلل واقع ہو جائے گا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ گویا اس کی نماز ناقص ہو گی۔ چنانچہ اگر نماز کے ارکان سات ہیں تو شرائط نماز بھی سات ہی ہیں ہفت اندام کی تربیت اور ان کی اصلاح کا تعلق نماز کی شرائط سے وابستہ ہے اور لطائف سبعہ کی نامناسب خطرات سے محافظت کا تعلق بھی نماز کے ارکان سے ہے۔ و بالله التوفیق۔

سرِ اول: نماز کی حقیقت کا بیان کہ وہ کیا ہے۔ اس کی فضیلت اور وہ عروج جو کہ اس میں واقع ہوتا ہے۔ نیت اور تکمیل تحریک کا بیان اس شرح کے ساتھ کہ اس وقت سبحانہ تعالیٰ کے کس اسم کی تجلی ظہور میں آتی ہے۔

سرِ دوم: قیام اور اس کے مقام کی تحقیق کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے اس اسم کے ظہور کی تفصیل جو کہ اس سے مناسبت رکھتا ہے۔

سرِ سوم: قرأت اور سورہ فاتحہ کی جامعیت اور ہر رکعت نماز میں اس کا ہر سورۃ کے ساتھ

ضم کرنے کے سبب کا بیان اور اس اسم کے ظہور کا بیان جو کہ اس موقع سے مناسبت رکھتا ہے۔

سر چہارم: رکوع اور اس سے مناسبت رکھنے والی چیزوں کا بیان اور اس اسم کا بیان جس کی بجائی اس وقت جلوہ گر ہوتی ہے۔

سر پنجم: سجده اور اس عروج کا بیان جو کہ سجده کے وقت حاصل ہوتا ہے اور اس اسم کا ذکر جس کی بجائی اس وقت جلوہ گر ہوتی ہے۔

سر ششم: قعدہ اور اس سے متعلق معارف کا بیان اور وہ اسم جو کہ اس وقت جلوہ گر ہوتا ہے۔

سر هفتم: نمازی کے قول اوفلا نماز سے باہر آنے کا بیان اور اس کا سبب کہ لفظ سلام نماز سے باہر آنے کے لیے کیوں واجب ہے اور سبحانہ تعالیٰ کے اس اسم کا بیان جو کہ اس وقت جلوہ گر ہوتا ہے اور کتاب کا اختتام۔

سر اول

نماز کی حقیقت کا بیان کہ وہ کیا ہے۔ اس کی فضیلت اور وہ عروج جو کہ اس میں واقع ہوتا ہے۔ نیت اور تکبیر تحریمہ کا بیان اس شرح کے ساتھ کہ اس وقت حق سبحانہ تعالیٰ کے کون سے اسم کی بجائی ظہور میں آتی ہے:-

جاننا چاہیے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان الصلوٰۃ تنهیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغیٰ۔ اور دوسری جگہ حضرت موسیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ: واقم الصلوٰۃ لذ کری۔ پس حقیقت نماز طبعی طور پر امور منہیات اور غفلت سے باز رکھتی ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد میں مشغول کر دیتی ہے اور نماز ہی تمام عبادات کی جامع اور جملہ طاعات سے افضل ہے۔ چنانچہ ظاہر میں قرآن پڑھنا اور قبلہ رُو ہونا جس طرح نماز کے اجزاء ہیں بالکل اسی طرح مراتب میں حقائق مقام، حقیقت قرآنی اور حقیقت کعبہ،

اسرار الصلوٰۃ

حقیقت نماز کے اجزاء میں سے ہیں اور نماز عالم امر اور ملائے اعلیٰ کے کاموں میں سے ہے اور اس کی حقیقت اسم جامع اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی اصل الاصل عز و جل حق سبحانہ تعالیٰ کی صفت ”الحیات“ ہے اور کوئی شخص اس لفظ اصل سے وہ اصل نہ سمجھے جس کے مقابل فرع متصور ہوتا ہے۔ حاشا و کلّا یہ اصل، جزو فرع کے اطلاق سے پاک اور مبررا ہے لیکن چونکہ ہر مقام کے لیے ایک مرتبہ ہے جو اس کے فوق الفوق سے نسبت اور مناسبت ظاہر کرتا ہے اور کشف بین زگا ہوں میں عالم مثال کے درمیان اس کی حقیقت اصل رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہے اور اس تقدیر پر کوئی تبعض و تجزی اس مرتبہ مقدس میں ثابت نہیں ہوتا اور اس میں صفت حیات بھی شامل ہے، چنانچہ جامع جمیع اسماء و صفات ہے۔ اسی طرح نماز کی حقیقت بھی تمام اعیان و حقائق کی جامع ہے اور یہی سبب ہے کہ نماز ہر شخص پر فرض ہے اور اس کا بجا لانا ضروری ہے۔ حضرت انسان کی جماعت ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات کو نماز کے سوا چارہ نہیں۔ اگرچہ نماز مکمل طور پر انسان کامل کے لیے ہے لیکن جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے مثلاً آفتاب، ماہتاب، کواکب، پھاڑ، درخت، چارپائے اور اکثر آدمیوں میں سے ہر کسی کو ارکان نماز کے رکن کا کوئی نہ کوئی حصہ حاصل ہے اور وہ حق سبحانہ تعالیٰ کا سجدہ بجالاتے ہیں اور یہ نماز کے کسی نہ کسی رکن سے نسبت رکھتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: الْمُ
تَرَانَ اللَّهُ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
وَالنَّجْوَمُ وَالجَبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ۔ بلکہ وجدانی نظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے نماز کی اصل الاصل صفت حیات ہے اور صفت ”الحیات“ تمام اسماء و صفات کی جامع اور ان سب سے بالا ہے۔ پس اسمائے الہی کے لیے بھی نماز ناگزیر ہے اور اس کا اتباع ضروری ہے اور اسمائے الہی کی نماز یہی ذات باری تعالیٰ و تقدس کی طرف ان کا رجوع ہونا ہے اور اس حدیث قدسی میں اس سے آگاہی حاصل ہوتی ہے قف یا محمد ان ربک یصلی۔ اور کوئی شخص لفظ صفت حیات سے اپنی زندگی اور حیات کو اس

مرتبہ مقدس پر قیاس نہ کرے اور نہ سمجھے۔ تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیر اکیونکہ اس زندگی کے مقابل موت ہے اور وہ حیات ضد اور نقیض سے پاک ہے: وہو الحیی القيوم۔ اور جس شخص کا قدم منصب امامت میں رانح ہے اس کو حقیقت نماز سے نصیب کا مل حاصل ہے اور وہ جماعت اولیاء اور مقربین کا امام اور ان تمام کا پیشوائے اور سب لوگ اس کے پیروکار اور تابع ہیں۔ اور اس مرتبہ کے رئیس اور سردار حضرت حسین رضوان اللہ علیہما ہیں۔ حدیث شریف: سید اشباب اہل الجنة الحسن والحسین۔ اس مقام کی خبر دینے والی ہے۔ اگر کسی کو منصب امامت کی تفصیل دیکھنے کا شوق ہو تو وہ حضرت امام برحق مدظلہ العالی کے مکتوبات میں سے بعض خطوط کا مطالعہ کرے کیونکہ ان کے مطالعہ سے اس مقام کی مفصل حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

اب اصل بات کی طرف واپس آتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں وہ یہ کہ نماز کے وقت عارف کو اپنے فوق الحقيقة پر عروج واقع ہوتا ہے۔ قاسر کے قسر اور تجلیات سے جو کہ اس کی حقیقت سے بالا ہے، خط و افراز حاصل ہوتا ہے اور کوئی معترض نہیں ہوتا کیونکہ قاسر کا قراس جگہ ہوتا ہے جہاں میل طبعی ہوا اور اس مرتبہ میں میل طبعی معلوم ہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہر چند عالم باطن میں جو کہ مجردات میں سے ہے اس میں طبعی رحمان نہیں بلکہ ذاتی رحمان ثابت ہے کہ والی اللہ ترجع الامور کلها بالجملہ نماز اس کو اس کی حقیقت سے ترقی دلا کر صفت حیات تک پہنچاتی ہے جو کہ اس کی اصل الاصل ہے۔ اور اس مرتبہ میں فنا کی عطا کرتی ہے اور اس مرتبہ سے زیادہ بلند و بالاعروج کا تصور نہیں کیا جا سکتا جس مرتبہ تک عارف نماز کے ذریعے ترقی حاصل کرتا ہے۔ الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ کا راز یہاں سے سمجھنا چاہیے اور کمالات نبوت سے مشرف ہوئے بغیر نماز سے بہرہ مند ہونا محال ہے کیونکہ نماز مؤمنوں کی معراج کا کمالات نبوت کے بغیر تصور نہیں کیا جا سکتا اس لیے معراج المؤمنین کے معنی یہ ہیں کہ نماز مؤمنوں کو ظاہری اور باطنی ترقی عطا کرتی

اسرار الصلوٰۃ

ہے گویا دنیا کے میدان سے نکلتی ہے اور آخرت کی دنیا میں لے جاتی ہے اور اس وقت اخروی معاملات کے باب واکیے جاتے ہیں اور جو کچھ وہاں کے لیے وعدہ کیا گیا ہے زمانہ حال میں ان امور میں سے حصہ اور فائدہ عطا کیا جاتا ہے۔ قرب اور معیت کا معاملہ محسوس کی مانند حاسہ بصر میں گزرتا ہے اور حضور و شہود کی نسبت رویت کی طرح ہوتی ہے اور حدیث: قرۃ عینی فی الصلوٰۃ . اس معاملہ کی خبر دیتی ہے۔ غرض کہ نماز انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کاموں میں سے ہے۔ پیغمبر کا کمال اتباع کرنے والوں کو علیہ من الصلوٰۃ اتمہا و من التحیات التمہا . نماز سے خاص مسرت عنایت کی جاتی ہے اور حصہ عطا کیا جاتا ہے۔ مصرع ۔

این کار دولت ست کنون تاکر ارسد

اور کم لوگ بلکہ بہت ہی کم لوگ ہوں گے جو کہ نماز کے سبب سے ترقی اور عروج حاصل کرتے ہیں ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم . اس لیے کہ جب تک سالک مرتبہ سلوک میں ہے اس کے حق میں دیگر اشغال اور مراقبات نماز سے زیادہ نفع بخش ہوں گے یعنی نوافل نماز سے نہ یہ کہ فرض نمازوں کو ترک کر کے ذکر اور مراقبے میں مشغول ہو جائے کیونکہ فرض ہر حال میں فرض ہے اور منزل مقصد پر پہنچنے کے بعد کی ترقی کا سبب نماز ہے۔ اس لیے جس قدر بھی ممکن ہو قرأت کو طول دیں اور نوافل کثرت سے پڑھیں۔ مصرع ۔

کار این ست وغير این همه هیچ

ارادہ قلبی کا بیان جو کئی قسم کا ہے اور نماز کی نیت اور تکبیر تحریمہ اور وہ اشارات جوان سے تعلق رکھتے ہیں ان کا بیان اور اس اسم کا بیان جس کا ظہور نیت کے وقت ہوتا ہے: جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: انما الاعمال بالنيات . یعنی اعمال کی درستی کا اختصار نیتوں پر ہے کیونکہ نیت ارادہ قلبی ہے اور افعال جو کہ دل کے تابع

ہیں بغیر ارادہ کے وقوع میں نہیں آتے۔ اگر وہ ارادہ نیک ہے تو تمام افعال نیک ہوں گے اور اگر ارادہ بُرا ہے تو جملہ افعال بھی بُرے ہوں گے اگرچہ بظاہر وہ نیک نظر آئیں اور ارادہ دل کی صفت ہے اور اس کی نیکی اور بدی دل کی اصلاح اور فساد سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان فی جسد ابن آدم لمضغة اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب . لہذا ہم پہلے ارادہ کا بیان کرتے ہیں جس کی کئی اقسام ہیں اور اس کی نیکی اور بدی کو کس طرح شناخت کیا جا سکتا ہے اور ارادہ باطل اور حق میں کس طرح فرق کیا جا سکتا ہے۔ قلب کی عبادت اور اس کی معصیت کیا ہے۔ اس کے بعد نماز کی نیت کا ذکر کریں گے جو کہ عبادت قلب سے تعلق رکھتی ہے۔**بعون اللہ الہادی العلیم.**

جاننا چاہیے کہ ارادہ قلب کی دو اقسام ہیں۔ ایک وہ ارادہ ہے کہ جس کو ارادہ خالص جانا چاہیے اور ایک وہ ارادہ ہے کہ جس کو ارادہ مشترک سمجھنا چاہیے اور ارادہ خالص تمام عبادتوں کا راز ہے اور ارادہ مشترک تمام خطاؤں کا سر تاج ہے۔ پس پہلے ارادہ مشترک کا بیان ہونا چاہیے تاکہ ارادہ خالص کے درمیان کافر قطعیت ہو جائے۔ ہوش کے کانوں سے سماught کرنا چاہیے کہ آدمی کے دل میں اور اس کے جسم کے حصوں میں جو کہ جوارح اور حواس ہیں، ان میں ایک نسبت ہے جس سے ایک دوسرے کے اثرات ایک دوسرے کے اندر سرایت کرتے ہیں۔ یعنی ہمیشہ قلب، آنکھ، کان، ہاتھ، پانو بلکہ تمام اعضاء سے ایک قوت اور اعانت علی الاتصال حاصل ہوتی ہے کہ اس قوت اور مدد سے وہ کام جو کہ ان میں ہر ایک کے مناسب ہے، ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح دل میں بھی ان کے اثرات سرایت ہوتے ہیں جیسا کہ آنکھ کے توسط سے رنگوں کو دیکھتا ہے اور کان کے پردے سے آواز سنتا ہے علی هذا القياس۔ جملہ حواس اور جوارح میں سے ہر ایک کسی نہ کسی علم سے نسبت رکھتا ہے قلب ان چیزوں کا علم حاصل کرتا ہے اس تسلیم سے معلوم ہوا کہ جس طرح قوت

قلب تمام جسم میں اثر کرتی ہے اسی طرح جسم کا اثر بھی قلب میں سرایت کرتا ہے لہذا جسم کی یہ تمام شہوتیں جو کہ طبیعی اور نفسانی خواہشات ہیں، غلبہ کی وجہ سے خود قلب پر اثر انداز ہوتی ہیں اور اس کو مجبور کرتی ہیں کہ ان کی خواہش کے موافق ارادہ ظاہر کرے تاکہ ان کے منشا کے مطابق فعل ظہور میں آئے کیونکہ فعل کا ظہور ارادہ قلب کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پس یہ ارادہ جو کہ ان شہوتوں کے سبب سے دل میں پیدا ہوتا ہے، ارادہ مشترک ہے کیونکہ یہ ان شہوتوں کے اشتراک سے پیدا ہوتا ہے اور یہ قلب کا ارادہ خالص نہیں ہے اور ارادہ باطل بھی یہی ہے۔ اور جس طرح اعضاء دل کے تابع ہیں اسی طرح دل روح کا تابع اور اس کے جمال کا آئینہ دار ہے اور روح جملہ عالم امر اور عالم ملائکہ سے ہے لہذا روح اسم سے موسوم ہے اور ملائکہ کے حق میں وارد ہوا ہے کہ لا يعصون الله ما أمرهم ويفعلون ما يوصون۔ پس ہر وہ ارادہ جو کہ دل پر روح کے القاء سے، ہوا نے نفسانی کی مزاحمت کے بغیر پیدا ہو وہ نیک اور درست ہو گا اور امر الہی کے بغیر نہیں ہو گا اور اس سے ارادہ خالص عبارت ہے اور ارادہ حق جو کہ باطل کی ضد ہے وہ بھی یہی ہے۔ پس جس وقت کسی کام کا ارادہ دل میں پیدا ہو تو غور کرنا چاہیے کہ ارادہ خالص ہے یا مشترک ہے۔ اگر خالص ہے تو اس میں سعی و کوشش کرنی چاہیے اور اگر مشترک ہے تو اس میں جو اشتراک ہے اُس کے ازالہ کا قصد کرنا چاہیے۔ اگر ازالہ کی قوت میسر ہو تو قبول کرنا چاہیے ورنہ اس کو ترک کر دے۔ طبعی طور پر نفس انسانی کی یہ خاصیت ہے کہ وہ اچھے اور بُرے کاموں کی اور سَب و بد ارادوں کی اطلاع دیتا ہے اور نفس کہ: وَمَا سوَاهَا فَالْهُمَّ هَا فِجُورُهَا وَتَقْوَاهَا۔ اگر ان شہوتوں کے اشتراک کا ایک ذرہ بھی ہو گا تو اس سے آگاہ کر دے گا اور قلب کی عبادت یہی ارادہ خالص ہے یعنی خالص طور پر اپنے ارادہ کو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات میں محکر کے اُس جل وعلا کے حضور و شہود میں بالکل فنا ہو جانا چاہیے اور اللہ کے ماسوی تمام ارادوں سے اعراض کرنا چاہیے۔ اور ارادہ مشترک قلب کی معصیت ہے یعنی وہ ارادہ جس میں اپنے

حول وقت کا اشتراک ہو۔ بہر حال اس تحقیق کے بیان سے معلوم ہوا کہ قلب کی عبادت ارادہ خالص ہے۔ پس نماز میں جو کہ تمام عبادتوں کا راز ہے اول قلب کو عبودیت میں لانا چاہیے تاکہ تمام عبادت راست اور درست ہو کیونکہ تمام جوارج دل کے تابع اور محکوم ہیں اور جب وہ عبادت کرے گا تو تمام جوارج احسن طریقے پر عبادت کریں گے۔ یعنی پہلے نیت کرنا چاہیے اور تمام طبعی اور نفسانی ارادوں سے اعراض کرنا چاہیے اور ارادہ خالص کے ساتھ کعبہ مقصود کا احرام باندھنا چاہیے جو کہ معبود حقيقة کا مرتبہ کبریائی ہے اور لفظ اللہ اَبْرَک کے ویلے سے جناب کبریائی میں متوجہ ہو جانا چاہیے اور کلمہ تکبیر کہنے کے ساتھ طارِ نفس اور حیوانات واجب الذبح اور آلهہ باطلہ کو ذبح کر دینا چاہیے لانہ اذناً ذبح عظیم۔ اور جملہ ماسوئی سے قطع تعلق کر کے دونوں جہاں سے دست تعلق و احتیاج اٹھا کر تمام دنیاوی تعلقات سے کنارہ کشی کرنا چاہیے۔ تکبیر میں ہاتھ کا نوں تک لے جانے میں یہ اشارت ہے کہ ان گرفتاریوں سے اپنے ہوش کو پاک اور بے ہوش کرنا ہے۔ اور نیت نماز اور تکبیر تحریکہ میں یہ نکتہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کے قرب کا ارادہ کرنا چاہیے تو پہلے دونوں جہاں کے تعلقات سے ہاتھ اٹھا لینا چاہیے۔ اور نیت نماز میں فنائے قلب اور تجلی ارادی کے بے حد مشمنتائج ہیں اور اس وقت سبحانہ تعالیٰ کے اسم ”المرید“ کی تجلی جلوہ گر ہوتی ہے اور اس تجلی کے اثر سے نمازی کے دل میں نماز کی نیت اور ارادہ پیدا ہوتا ہے اور تکبیر تحریکہ فنائے قلب اور فنائے نفس کے مقام سے مناسب رکھتی ہے۔

سیر دوم

قیام اور اس کے مقام کی تحقیق کا بیان، اس اسم کے ظہور کی تفصیل کے ساتھ جو کہ اس سے مناسب رکھتا ہے:-

جان لو کہ قیام ارکان نماز میں سے ہے۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: وَقُومُوا لِلّهِ

قائین۔ یعنی قیام کرو خدا کے لیے استواری کے ساتھ اور ظاہری طور پر قیام وہ ہے کہ تکمیر تحریمہ کے بعد سیدھا ہاتھ باعیں ہاتھ پر رکھ کر مردوں کوناف کے نیچے اور عورتوں کو سینہ پر باندھنا چاہیے اور قبلہ رُوكھڑا ہونا چاہیے اور باطن بادشاہ حقیقی کے سامنے دست بستہ مکمل نیازمندی اور فقیری کے ساتھ قیام میں ہو۔ اور اس عم نوالہ کے حضور و شہود کے استیلا میں محظی کراپنے ظاہری اور باطنی قیام کو اس نسبت سے متصور کرنا چاہیے اور ان اضافاتِ حول وقت کے اسقاط کو اپنے آپ سے قائم کر کے اس فاعلِ حقیقی کی جناب سے منسوب کرنا چاہیے۔ اور اپنی اور اپنے علاوہ ہر چیز کی نفی کر کے اس قیومِ حق کا مظہر بن جانا چاہیے۔ اور الف کی مانند تمام اسمائے صفات کی کثرت و تعداد سے آزاد ہو کر احادیث مجردة اور ذات بحث کے مرتبہ میں خصوصی توجہ پیدا کرنا چاہیے۔ اور اگر قرب و شہود کی یہ حالت میسر نہ ہو تو نفس کے مخالف قیام کرنا چاہیے۔ قرأت میں طول دینا چاہیے اور زیادہ دیر تک قیام کرنا چاہیے تاکہ نفس کی مخالفت حاصل ہو اور اجر و ثواب ہاتھ سے نہ جائے۔ اور یہ نماز ابرار ہے اور اگر اس ضمن میں اس کی نسبت کا ظہور ہو اور اس کے مقربین کی نماز سے بہرہ مند ہو تو اس کا شکر بجالانا چاہیے۔ کیونکہ یہ معاملہ حق سبحانہ تعالیٰ کی رحمت اور عنایت سے تعلق رکھتا ہے واللہ یختص برحمته من یشاء۔ اور قیام کے وقت داعیین ہاتھ کو باعیں ہاتھ پر باندھنے میں یہ نکتہ ہے کہ اعمال خیر کا تعلق داعیین طرف سے ہے الہذا فرشتہ جو کہ نیکیاں لکھتا ہے اس کی جگہ داعیین ہاتھ کی جانب ہے۔ اور قیامت کے دن داعیین جانب والے اصحاب مؤمنین ہوں گے اور بُرے اعمال شمال کی جانب سے نسبت رکھتے ہیں اور فرشتہ جو کہ بُرے اعمال تحریر کرتا ہے اس کا مقام باعیں ہاتھ کی جانب ہے اور اصحاب شمال کفار ہوں گے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان الحسنات يذهبن السیمات۔ پس قیام میں جو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، اس میں سیاتِ محظی ہو جاتے ہیں اور حسنات کے پلے کو سیات کے پلے پر ترجیح حاصل ہے۔ اس تقدیر کے مطابق ظاہر میں بھی طرف راست کو جانب شمال پر ترجیح دینا

چاہیے۔ اور اسی لیے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا چاہیے تاکہ اس معاملہ کے معنی ظاہری شکل و صورت میں بھی ایک ہو جائیں۔ اور قیام کا یہ رکن عالم بالا کے عروج سے مکمل مناسبت رکھتا ہے اور اس کو قائم رکھنے سے بقا اور عروج کے بے شمار مشمر نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اربعہ عناصر کے اجزاء کو بھی اس وقت مکمل عروج بے نظر کشفی مشہود ہو جاتا ہے۔ اور عارف کو اس وقت ظاہری اور باطنی طور پر مکمل ترقی، اس کے مقررہ مقام سے جہاں اس کو سکونت اور استقرار ہے، حاصل ہوتی ہے اور اس وقت سبحانہ تعالیٰ کے اسم ”القیوم“ کا ظہور ہوتا ہے۔ اور صفت قیومیت کے اسرار سے آگاہ کیا جاتا ہے جس کی تفصیل تحریر کرنا بہت زیادہ طوالت کا کام ہے جب کہ اس رسالہ کے لکھنے میں اجمال و اختصار پیش نظر ہے تحریر کیا گیا ہے۔ اور یہ صفت قیومیت، صفت حیات سے بہت زیادہ نزدیک نظر آتی ہے۔ اور کوئی صفت، صفت حیات کے علاوہ قیومیت سے قریب تر نہیں ہے اور یہی سبب ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اس صفت کے اسماء کو قرآن مجید میں مسلسل بیان فرماتا ہے کہ: الْحَیٰ الْقِیُومُ۔ پس یہ رکن قیام جو کہ اسم ”القیوم“ کا ظہور ہے اصل الاصل صلوٰۃ، جو کہ صفت حیات ہے اس سے دیگر ارکان کے مقابلے میں زیادہ قریب اور اولیٰ ہے۔ ہر چند کہ اس مسئلہ میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سجدہ قیام سے بہتر ہے اور ایک جماعت اس پر متفق ہے کہ قیام سجدہ سے افضل ہے لیکن حضرت ابوحنیفہ کا عقیدہ یہ ہے کہ قیام افضل تر ہے۔ اور یہ فقیر کہتا ہے کہ ہر ایک رکن منفرد خصوصیت اور علاحدہ قرب کا حامل ہے جس شخص کو جس کسی رکن کی حقیقت بتائی گئی اور اس رکن میں معاملاتِ قرب درمیان میں لائے گئے، اس کے نزدیک وہ رکن افضل ہے۔ اور وہ اس کو بہتر کہتا ہے۔ اور اگر کسی کو مکمل فائدہ تمام ارکان سے حاصل ہو اور مکمل نماز سے مکمل حصہ عنایت ہو تو ایسے شخص کے حق میں تمام ارکان بہتر اور افضل ہیں۔

بس کنم خود عابدان را این بس سست

نکتہ کافی سست گر سامع کس سست

سریں سوم

قرأت اور سورہ فاتحہ کی جامعیت اور ہر رکعت نماز میں اس کا ہر سورۃ کے ساتھ ضم کرنے کے سبب کا بیان اور اس اسم کے ظہور کا بیان جو اس وقت سے مناسب رکھتا ہے:-
 جاننا چاہیے کہ قرأت بھی نماز کے فرائض اور اس کے اركان میں سے ہے۔ اور سورہ فاتحہ پڑھنا اور دیگر سورتوں کے ساتھ اس کو ضم کرنا واجبات میں سے ہے۔ پس پہلے قرأت کی فرضیت کا بیان ہو گا اس کے بعد واجبات کے بارے میں بات کی جائے گی۔ جان لو کہ نماز کا وقت بندہ کے لیے حق جل و علا سے قریب ہونے کا ہے اور اس کا اپنے رب سے نزدیک ہونے کا زمانہ ہے۔ اور قرب کی خاصیت یہ ہے کہ بندہ کو اپنے رب سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے اور اس کے الہامات و انعامات سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ پس قرآن مجید جو کہ اللہ کا کلام ہے اس وقت پڑھنا چاہیے تاکہ اس کے کلام سے حصہ نصیب ہو اور اس معاملے سے بہرہ مندی حاصل ہو۔ اور کوئی شخص اس بیان سے یہ خیال نہ کرے کہ بزرگان اور خواص جو کہ شرف الہامات الہی سے مشرف ہوئے ہیں اور نماز میں حق تعالیٰ سے بات کرتے ہیں اور اُس کی بات سننے ہیں اُن کو قرآن شریف نہ پڑھنا چاہیے کیونکہ بلا واسطہ حق سبحانہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور یہی قرب کا حاصل ہے جو کہ نماز میں مطلوب ہے۔ پس قرآن کس لیے پڑھیں۔ حاشا وکلا اس لیے کہ کار و بار اولیاء اور کارخانہ، جو کہ ولایت سے تعلق رکھتا ہے نفس کا معاملہ ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ عارف جو کچھ دیکھتا ہے اپنے اندر دیکھتا ہے اور جو کچھ پاتا ہے اپنے اندر پاتا ہے۔ ہر چند کہ بعض اولیائے کمال یہ بھی فرماتے ہیں کہ اولیائے کامل کا معاملہ نفس و آفاق سے ماوری ہوتا ہے۔ یہ بات صحیح اور درست ہے۔ وہ لوگ جو کہ کمالات نبوت سے مشرف ہوئے ہیں اُن لوگوں کی بہبعت جو کہ مرتبہ ولایت میں ہیں ان کا معاملہ البتہ نفس و آفاق سے ماوری ہے

اسرار الصلوٰۃ

لیکن انبیاء علیہم السلام کا پہلو بھی نفس کے شائیبے سے خالی نہیں اور جو کام انبیاء سے تعلق رکھتا ہے بالتحقیق نفس و آفاق سے ماورئی بلکہ نفس و آفاق سے وراء الورئی ہے۔ پس قرآن مجید جو کہ کلام الٰہی ہے اور راست مرتبہ اعلیٰ تک لے جانے والا ہے اس کونماز میں پڑھنا چاہیے تاکہ قرب اصل کے مرتبہ میں حاصل ہو۔ اور جل جلالہ کے کلام حقیقی سے کچھ حصہ میسر ہو اور وہ کلام جو کہ الہامات میں ہوتا ہے نفس کی آلودگی سے پاک نہیں۔

سوال: اس بیان سے معلوم ہوا کہ اولیاء کا معاملہ نفس سے خالی نہیں اور انبیاء کا معاملہ نفس و آفاق سے ماورئی ہے۔ لہذا یہ کلام جو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے۔ پس اسی لیے قرآن شریف نماز میں پڑھنا چاہیے تاکہ قرب میں ترقی حاصل ہو۔ اور اصل معاملہ سے بہرہ مندی میسر ہو۔ لیکن جب پیغمبر کا معاملہ خود ان الواث سے پاک ہے اس تقدیر پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کونماز میں قرآن کیوں پڑھنا چاہیے تھا اور اس کلام پر جو کہ اس وقت حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا تھا اس پر کیوں اکتفانہ کرنا چاہیے تھا؟

جواب: پیغمبر علیہ من الصلوٰۃ اتمہا و من التحیٰات اکملہا کو دو طرح کی قربت حاصل ہے۔ ایک وہ قربت ہے جو نبوت سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری قربت وہ ہے جس کا ولایت سے تعلق ہے۔ قرآن مجید کا معاملہ قرب نبوت سے آگاہ کرنے والا ہے اور نفس و آفاق سے ماورئی ہے۔ اور حدیث قدسی ناشی از قرب ولایت اور حجاب نفس ہے اور حدیث اضافت سے خالی نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس کو حدیث قدسی کہتے ہیں اور فقط کلام الٰہی نہیں کہتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ پیغمبر کو بھی نماز میں قرآن پڑھنا چاہیے اور حدیث قدسی پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے۔

اور اس کا سبب کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا اور دیگر سورتوں کو اس سے ملانا کیوں واجب ہے وہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ قرآن کے تمام اسرار کی جامع ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین

علی مرتضیٰ افاض اللہ علینا فیوضات علمہ فرماتے ہیں کہ قرآن کے تمام اسرار ”فاتحة الكتاب“ میں ہیں۔ پس جب یہ سورۃ ہر کعبت میں پڑھی جاتی ہے تو گویا تمام قرآن شریف کی تلاوت ہوتی ہے۔ اور یہ سورۃ صفت کلام کے مرکز، جو کہ مرتبہ اجمال ہے اس سے مناسبت رکھتی ہے۔ اور تمام قرآن مجید اس کے دائرے میں مقام تفصیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس سورۃ کو عروج تمام سے مناسبت ہے۔ اور اس سورۃ کے اسرار کا انکشافِ کمال عروج اور قرب ولایت کے وقت ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس سورۃ کے اسرار شاہِ ولایت پر تفصیل کے ساتھ منکشف ہوئے جو کہ قول مذکور سے اس معنی پر ظاہر ہے۔ اور دیگر سورتوں کو سورۃ فاتحة کے ساتھ اس لیے مانا چاہیے کہ اجمال اور تفصیل کے مرتبہ سے فیض حاصل ہو سکے اور صفت کلام سے پورا پورا حصہ حاصل ہو۔ اور اس وقت سبحانہ تعالیٰ کے اسم ”المتكلم“ کا ظہور ہوتا ہے اور اس مقام میں فنا حاصل ہوتی ہے۔ پس نمازی کو چاہیے کہ قرآن شریف کی تلاوت کے وقت جو کہ کلام الہی ہے، خود کو موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت کی مانند تصور کرے۔ یعنی جس طرح حضرت موسیٰ، اللہ سبحانہ کا کلام اس درخت کے پرداز سے سنتے تھے اسی طرح یہ شخص اس وقت وہ سروش غیبی اپنی آواز کے ساز اور زبان کے زخم سے سنتا ہے۔ اور اپنے حول اور قوت سے بے زار ہو کر مکمل فنا اور استغراق تمام صفت کلام کے مرتبہ میں حاصل کرے۔ اور یہ کیفیت پیدا کر لے کہ گویا اس وقت بغیر واسطے کے حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں گوش برآواز ہے اور بانسری کی طرح خود کو خالی کر کے اپنی آواز کے نغمے کو بانسری کانغمہ تصور کرے اور اس نغمہ سے یہ خیال کرے کہ ونفحت فیہ من روحی۔

سر چہارم

رکوع اور اس سے مناسبت رکھنے والی چیزوں کا بیان اور اس اسم کا بیان جس کی تجلی

اس وقت جلوہ گر ہوتی ہے:-

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ: وَارْكَعُوا مَعَ الرَاكِعِينَ۔ پس رکوع بھی فرض ہے اور اركان نماز میں سے ایک رکن بھی ہے۔ اور اس کی صورت پشت کو خم کرنے سے واقع ہوتی ہے اور اس کی حقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری ہے۔ اور اس وقت خود کو مکمل تعظیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے پست کر کے تمام مخلوقات کی بزرگی اور عظمت کو جو کہ بظاہر بزرگ اور عظیم نظر آتی ہیں اپنے دل سے دور کر کے تمام ملک اور فلک کو عبادت اور رکوع میں مقید اور خم جان کر خود کو بھی اس کام میں شریک کرنا چاہیے۔ اور آیت کریمہ ”وَارْكَعُوا مَعَ الرَاكِعِينَ“ میں یہی اشارہ ہے اور اس رکن کی مثالی صورت عالم مثال میں قوس کی مانند ظاہر ہوتی ہے اور نصف دائرہ کی شکل میں مشتمل معلوم ہوتی ہے۔ اور اس وقت جب غور سے دیکھو گے تو دوسرالنصف دائرہ بھی مکشوف ہو جائے گا لیکن لطافت اور تزییہ تمام سے اس وقت اس راز کی حقیقت سے آگاہ کیا گیا کہ یہ رکوع کی حقیقت کا مقام ہے اور اس کی اصل ہے اور یہ عروج و نزول اور تزییہ اور تشبیہ کے درمیان مرتبہ بروزخ ہے۔ پس یہی سبب تھا کہ پہلے نصف دائرہ جو کہ نزول اور تشبیہ سے مناسبت رکھتا تھا ظاہر ہوا اور قوس اعلیٰ پوشیدہ رہا لیکن اللہ کے فضل سے کچھ دیر بعد رنگ لطافت اور تزییہ تمام میں مشہود ہوا اور اس رکن کی بجا آوری میں کثرت سے مشتمل تابع مکمل استغراق اور حقیقت اسلام کے ہیں۔ اور اس وقت عظمت الہی کا ظہور ہوتا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ کا اسم ”العظمیم“ متجلى ہوتا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ رکوع میں ”سبحان ربی العظیم“ کی تسبیح میں مشغول ہوتے ہیں اور اس کا سبب کہ رکوع کے بعد قیام کیوں کرنا چاہیے یہ ہے کہ قیام دراصل مکمل عروج سے مناسبت رکھتا ہے اور اس وقت عارف کو مکمل عروج حاصل ہوتا ہے چنانچہ گزشتہ تحقیق میں گزر چکا ہے کہ رکوع، عروج سے بھی مناسبت رکھتا ہے۔ اور مرتبہ نزول کے شروع سے بھی، جیسا کہ اس کی شرح گزر چکی ہے۔ اور مقرر ہے کہ پہلے عروج

واقع ہوتا ہے اس کے بعد نزول کے معاملات شروع ہوتے ہیں۔ پس جب قیام میں مکمل عروج حاصل ہو جائے تو نزول کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور اول مرتبہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو کہ عروج اور نزول پر مشتمل ہے۔ اور اس کے بعد مکمل طور پر مقام نزول میں نزول کامل کرنا چاہیے اور یہی قیام کے بعد رکوع کرنے کا سبب ہے۔

سر پنجم

سجدہ اور اس کے عروج کا بیان جو کہ سجدہ کے وقت حاصل ہوتا ہے اور اس اسم کا ذکر جس کی بجائی اس وقت جلوہ گر ہوتی ہے:-

جان لو کہ سجدہ بھی ارکان نماز اور اس کے جملہ فرائض میں سے ہے۔ اور اس کی ایک صورت اور حقیقت ہے۔ اور اس کی صورت ہر شخص پر ظاہر ہے اور جملہ کتابوں میں تحریر ہے لیکن اس کی حقیقت زیادہ تر لوگوں کی نگاہوں سے مستور ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو محض عنایت الہی کے طفیل حقیقت سجدہ کی آگاہی کے شرف سے مشرف ہوئے ہیں اور سجدہ کے وقت واقع ہونے والے عروج سے بہرہ مند ہوئے ہیں۔ اور سجدہ کی بجا آوری کے سبب ترقی پاتے ہیں اور معاشوں کے قدم بوسی کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ رُکن عروج اور نزول سے مکمل نسبت رکھتا ہے۔ ہر چند کہ رکوع بھی عروج اور نزول کا جامع ہے لیکن اس قدر ہے کہ رکوع میں پلہ عروج کو نزول پر ترجیح ہے۔ اور سجدہ میں نزول کی جانب قوی ہے اور سجدہ کو نزول کے مرتبہ میں اجزاء ارضی کے ساتھ نسبت لکھی ہے۔ اور عروج کی طرف لطیفہ اخفی سے مناسب تمام ہے۔ یہی وجہ تھی کہ شیطان نے سجدہ نہیں کیا کیونکہ وہ آگ سے پیدا ہے۔ اور کرہ ناری کے جزوی اثر کی وجہ سے زمین کی طرف رجحان نہیں دکھایا۔ اور حقیقت سجدہ سے جو کہ بہت بلند ہے، محروم رہا اور اسفل الافلین میں محبوس ہوا۔ اور کیونکہ یہ رُکن نزول کے اعتبار سے تمام ارکان میں فرود ترا اور جملہ عبادات سے پایاں تر ہے تو جو عروج

اس کے توسط سے واقع ہو گا وہ تمام عروجات سے اعلیٰ اور فوق الفوق ہو گا۔ اور اس کا التزام مراتب نزول اور حقیقت عبودیت اور تجلی خاص کے کثیر نتائج سے مشتمل ہو گا۔ اور اس رُکن کا اصل الاصل حق سبحانہ، تعالیٰ کا اسم "الاعلیٰ" ہے۔ اور اس وقت حق سبحانہ، تعالیٰ کے اس اسم کا ظہور ہوتا ہے اگرچہ کشفی نظر میں اس وقت اکثر اسماء علیٰ تقاوٰت الحالات مشہود ہوتے ہیں لیکن اس اسم کی خصوصیت دوسری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سجدہ کے وقت "سبحان ربی الاعلیٰ" کی تسبیح پڑھنا چاہیے۔ اور اس رُکن کو ولایت ملائکہ کے ساتھ جو کہ نہایت اعلیٰ ہے، عروج کی جانب اور نزول کی طرف حقیقت عبودیت سے مناسبت تمام یعنی کامل ہے۔ جو کہ کمالات نبوت کا مشعر ہے۔ اور قیام میں جو عرونج واقع ہوتا ہے وہ سر کی طرف سے فوق کی سمت اور جانب بالا واقع ہوتا ہے۔ اور کرۂ ہوا سے شروع ہوتا ہے۔ ہوا سے کرۂ آتش پر اور وہاں سے آسمان اول دوم سوم الی ماشاء اللہ، اور چونکہ سجدہ جزارضی سے مکمل مناسبت رکھتا ہے اس کا عرونج بھی کرۂ ارضی سے ہے، اور نیچے کی طرف جو کہ حقیقت میں بلندی کی طرف ہے اور حضرت قبلہ کو نین ایدن اللہ بنصرۃ سرہ وقد سنابیر کة کی تحریر کے مطابق کرۂ ارضی سے کرۂ آبی تک گزشتہ تفصیل کے موافق تھت کی جانب سے جس جگہ تک کہ حق سبحانہ، تعالیٰ کی مرضی ہے، عرونج واقع ہوتا ہے۔ اور تھت کی جانب سے عرونج، کمالات نبوت میں سے ہے۔

الہذا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مراجع کی شب میں اسی جہت سے عرونج واقع ہوا تھا۔ یعنی بیت الحرام سے جو کہ زمین کے ناف پر واقع ہے، بیت المقدس تک جو کہ زمین مکہ کی بنیت فروخت ہے اور یہاں سے کرۂ ارضی اور کرۂ آبی کو طے کرتے ہوئے تمام عناصر اور افلاک کو مراتب کی ترتیب سے قطع کر کے اس مقام تک پہنچے۔ اور اگر عرونج اس فوق کی طرف سے واقع ہوتا جو کہ حقیقت میں تھت کی جانب ہے تو بیت المقدس کیوں درمیان میں آتا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت المقدس پہنچنے کی حق سبحانہ، تعالیٰ خبر دیتا ہے جس جگہ فرماتا ہے: سبحانہ

الذی اسْرَى بِعَبْدِهِ لِيَلَّا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي

بار کنا حولہ لنریہ میں آیا تنا۔ پس ثابت ہوا کہ عروج نبوت، تحت کی جانب سے واقع ہوتا ہے اور ولایت کا عروج فوق کی جانب سے میسر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس جگہ قیام کے عروج کا بیان مذکور ہوا۔ اور عروج ولایت میں عالم اعلیٰ کی معرفت اجمائی ہے۔ اور عروج نبوت میں عالم بالا اور پائین کی معرفت تفصیلی ہے۔ اور جب تک عروج فوق کی طرف سے ہے تو معاملہ ولایت پر منی ہے۔

بس کنم خود عارفان را این بس سست
نکته کافی سست گر عارف کس سست

سیر ششم

قعدہ اور اس سے متعلق معارف کا بیان اور اس اسم کے ظہور کا بیان جو اس وقت جلوہ گر ہوتا ہے:-

جان لو کہ قعدہ بھی ارکان نماز میں سے ہے۔ اور اس کی بھی ایک صورت اور حقیقت ہے۔ اور اس کی صورت بیان کی محتاج نہیں۔ اور اس کی حقیقت اکثر علماء بلکہ اولیاء کی نظر سے بھی مخفی ہے۔ کیونکہ اس زکن کی دوسرے ارکان کے مقابل کوئی قدر نہیں۔ پس اس کی حقیقت کا بیان ضروری بلکہ فرض اور عنایت الٰہی کا اظہار اور اس کے حکم سے اقبال ہے کہ: و اما بِنَعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدَثَ۔ ہوش کے کانوں سے ساعت کرنا چاہیے کیونکہ یہ زکن حقیقت نماز کا آخری مرتبہ ہے۔ اور اطلاق و تعین کے مرتبہ سے مناسب تمام رکھتا ہے۔ احوال تحولات سے پاک اور مُنی از مقام تمکین ہے۔ اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ دل کو خطرات غیر کی گردش سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ اور اللہ کے حضور و شہود میں اس کے ذکر سے تسکین و آرام دینا چاہیے۔ اور اس کا التزام مقام تمکین اور اطمینان نفس کے کثیر نتائج سے مشتمل متنانت اور بردباری اس رکن کا نتیجہ ہے۔ اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے نام ”المنتین“

کاظہور ہوتا ہے اور نزول کے اعتبار سے تمام عالم سے مناسبت رکھتا ہے۔ اور عروج کے لحاظ سے صرف تزیہہ کی طرف متوجہ ہے۔ اور اس کی تمکین کی شرح یہ ہے کہ جس طرح سالک را ہ سلوک میں ترقی حاصل کرتا ہے تو سب سے پہلے احوال و اذواق کے دروازے جو کہ تمکین سے مناسبت رکھتے ہیں، اس پر کشادہ ہوتے ہیں۔ اور ایک حال سے دوسرے حال میں داخل ہوتا ہے۔ اور جب اس کا سلوک مکمل ہو جاتا ہے تو وہ راستے سے باہر آتا ہے اور کعبہ مقصود تک پہنچتا ہے۔ اس وقت یہ تمام حالات تمکینات مخفی ہو جاتے ہیں۔ اور مرتبہ کے مطابق جو کہ اس سالک کی استعداد کے مناسب ہو، اس کو مقام عطا کیا جاتا ہے۔ اور تمکین و اطمینان کے شرف سے مشرف کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح نماز کے دیگر ارکان میں رنگارنگ حالات و تجلیات جو کہ تمکین سے مناسبت رکھتے ہیں ان کاظہور ہوتا ہے۔ لیکن جب فضل الہی سے دوسرے تمام ارکان کے مراتب طے ہوتے ہیں اور مرتبہ حقیقت صلوٰۃ اختتام کے قریب پہنچتا ہے اس وقت اس رکن کی حقیقت کاظہور ہوتا ہے۔ اور اطمینانِ نفس مکمل تمکین میسر ہوتی ہے۔ اور عارف پورے طور پر تحولات کے احوال سے باہر آتا ہے اور رجوع خاص صرف تزیہہ کی جانب پیدا کرتا ہے۔

سر ہفتہ

نمازی کے قولًا و فعلًا نماز سے باہر آنے کا بیان اور اس کا سبب کہ لفظ "سلام" نماز سے باہر آنے کے لیے کیوں واجب ہے اور سبحانہ تعالیٰ کے اس اسم کا بیان جو کہ اس وقت جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور کتاب کا اختتام:-

جاننا چاہیے کہ نمازی کا نماز سے باہر آنا بھی قولًا یا فعلًا فرض ہے۔ اور ارکان نماز میں سے ایک رکن بھی ہے۔ اور لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا واجب ہے۔ چنانچہ مسائل کی تمام کتابوں میں تحریر ہے۔ لیکن اس کے اسرار مخفی اور مستور ہیں۔ لیکن جناب حضرت

سلام کی مدد اور اعانت سے اس رسالہ میں جو کہ بجمل اور مختصر ہے اجمال اور اختصار کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ سراویٰ حقیقت صلوٰۃ کے بیان میں لکھا گیا ہے کہ نماز عالم امر اور ملاء اعلیٰ کے اعمال میں سے ہے۔ پس جب نمازی نماز پڑھتا ہے اور احکام صلوٰۃ بجالاتا ہے تو وہ فرشتوں کے اعمال کا فاعل ہوتا ہے۔ اور وہ فعل اس کو یہاں سے ترقی دلا کر اس کے ظہور کے مقام تک لے جاتا ہے۔ گویا کہ مکمل طور پر یہاں سے نکل کر اس عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ اور جب تک وہ نماز میں ہے، فرشتوں کے زمرے میں داخل ہے۔ اور اس عالمہ مقتضا نہیں ہے کہ ہمیشہ وہاں رہے۔ اور اس جگہ ہمیشہ قرار حاصل کرے کیونکہ یہ تمام افعال بشری ہیں اور مقتضاۓ زندگی پر موقوف ہو جاتے ہیں۔ اور موت کے بغیر یہ محال ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ طارر و حجسمانی قفس سے آزار ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے فضائے عالم بالا کے مرتبہ اعلیٰ میں سکونت پذیر ہوگی۔ پس اب اگر نماز پڑھنے کے سبب اس مقام میں گزر واقع ہو تو پھر خواہ ایک زمانے کے بعد نزول کرنا ہے۔ اور اس عالم میں آنا ہے۔ اور اس عالم میں آنادو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اس شخص سے کوئی قول سرزد ہو یا کوئی فعل ظہور میں آئے۔ ان کے بغیر اس عالم میں آنے کا تصور نہیں۔ پس اس جماعت کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تم نماز پڑھتے ہو تو اس کے توسط سے ترقی کر کے فرشتوں کی جماعت اور عالم امر میں داخل ہو جاتے ہو۔ اور مقتضاۓ بشری کے سبب وہاں ہمیشہ نہیں رہ سکتے۔ لہذا تمھیں پھر اسی عالم میں رجوع کرنا چاہیے اور نزول کرنا چاہیے۔ اور اس عالم میں آنا اور داخل ہونا قول اور فعل کے بغیر محال ہے۔ پس چاہیے کہ تم نماز سے قول آیا فعل آباہر آؤ۔ یہی سبب ہے کہ نماز میں بات نہیں کرنی چاہیے۔ اور نہ کوئی کام کرنا چاہیے۔ کیوں کہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور نمازی اس عالم اور اس کے مقریبین کی قربت سے دور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نماز میں کچھ بولنا نہیں چاہیے۔ ماسوئی کے خطرات کو بھی دل میں راستہ نہیں دنیا چاہیے۔ کیونکہ یہ دل کی گفتگو ہے اور نماز میں بات نہیں کرنی چاہیے۔ اور دل کا فعل بھی یہی

ہے اور اس کا قول و فعل ایک ہوتا ہے۔

فرد

قول و فعل یکیست چون خامہ

آنچہ کر دم ہمان ہمی گویم

اور اس کا سبب کہ لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا کیوں واجب ہے۔ وہ یہ ہے کہ نمازی اس وقت نزول کرتا ہے اور اس عالم میں آتا ہے۔ فرشتوں کی جماعت سے جدا ہوتا ہے اور رخصت ہوتا ہے۔ اور رخصت کے وقت البتہ السلام علیکم ورحمة اللہ کہنا چاہیے۔ لفظ سلام کے واجب ہونے اور سلام کے وقت دائیں بائیں طرف چہرہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ کراماً کا تین فرشتوں کو بھی ملحوظ رکھے۔ اور اگر امام ہے تو مقتدیوں کو بھی ملحوظ رکھے اور ان کے اوپر بھی سلام بھیجے۔ اور مقتدیوں کی جماعت بھی ایک دوسرے کو ملحوظ رکھے۔ اور حضرت امام جعفر صادق شرفنا اللہ بو ارثتہ نسبتہ باطنہ فرماتے ہیں کہ ہر نماز کے بعد سلام امان کے معنی میں ہے۔ یعنی جس کسی نے قلبی خشوع اور خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا حکم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ادا کیا پس اس کے لیے دنیاوی بلاوں سے نجات اور عذاب آخرت سے امان ہے۔ اور سلام حق تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جس کو اللہ نے اپنی مخلوق کے سپرد کیا ہے تاکہ اس کو اپنے درمیان امانات اور معاملات میں استعمال کریں۔ اور اگر تم کوئی ارادہ کرو اور اس کے معنی کو بجا لاؤ تو اللہ سے ڈرو۔ اور اگر تم نے اپنے دین و دل اور اپنی عقل سے سلام بھیجا ہے تو ان کو معصیت اور تاریکی سے ناپاک مت کرو۔ اور اگر اپنے محافظ فرشتوں کو سلام بھیجا ہے تو ان کو اپنے اعمال کی بُرائی سے وحشی اور غمگین مت کرو۔ اور اسی طرح اپنے دوستوں اور دشمنوں کو بھی اپنے بُرے معاملات سے ملوں مت کرو۔ بہر حال اس وقت حق سجائنا، تعالیٰ کے اسم "السلام" کا ظہور ہوتا ہے اور اس اسم کی تخلی جلوہ گر ہوتی ہے۔ اور حق تعالیٰ بھی سلام بھیجتا ہے۔ اور یہ اسم کمالات نبوت سے مناسبت رکھتا

اسرار الصلة

ہے۔ اس سے زیادہ اس رسالہ میں کلام کو طول نہیں دیا جا سکتا۔ اور تمام تفصیلات کو ان چند کلمات موجزہ میں اجمالی کے ساتھ درج کر دیا گیا۔ کیونکہ عارفان اہل تحقیق ان چند الفاظ سے چند در چند معانی سمجھ لیں گے۔ العاقل تکفیۃ الاشارة

قطعہ

گر کشايم بحث اين رمن بساز
 تاسوال و تاجواب آمد دراز
 دفتر اسرار ابترمی شود
 نقش خدمت نقش ديگر می شود
 ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا و ارحمنا انک انت الغفور الرحيم

خاتمه کتاب

تمام اخوان طریق اور یاران شفیق سے التماں ہے کہ جب وہ اس رسالہ کو تحقیق کی نظر سے مطالعہ فرمائیں اور اس کے نکات سے کوئی نکتہ اپنے عاطر خاطر کے لیے پسند کریں تو اس بے بضاعت فقیر اور بے استطاعت بندہ کو بھی یاد رکھیں۔ اور مکمل نیازمندی کے ساتھ اس گناہ گار بندے کے بارے میں بھی حق تعالیٰ کی جناب میں دعا کریں کہ اس نیازمند فقیر کو اپنی بے نیازی اور غنا کے دامن سے جدا نہ کرے۔ اور اغیار کی مزاحمت کے بغیر اپنے حضور و شہود میں ہمیشہ مستغرق رکھے۔ اور ”لَمْ تقولون مَا لَا تفعلون“ کے زمرہ میں داخل

اسرار الصلوٰۃ

نہ کرے۔ اور اس رسالہ کی سیاہی کو میری رو سیاہی کا باعث نہ بنائے۔ اور علم کے مطابق عمل کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع الدعاء والسلام علی من اتبع الهدی اور چونکہ یہ فقیر موزوں طبع ہے اور در تخلص کرتا ہے لہذا یہ رباعی اس رسالہ میں بطور یادگار تحریر ہے ۔

رباعی

ای درد زمردمان اهل عرفان
از وضع کلام می توان یافت نشان
مارا مطلب بجز میان تصنیف
مانند معانی بہ کتابیم نهان

تمت

تمام شد رسالہ اسرار الصلوٰۃ

بسم الله الرحمن الرحيم

اسرار الصلوة

(فارسی)

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الذي هو افضل المرسلين و على آله واصحابه اجمعين.

اما بعد! می گوید بندۀ پر تقصیر خواجه میر محمدی المخلص بدر دغفران‌الله که چون آن ہادی مطلق و معبد بحق حضر بتوسط فیضان صحبت قبله حقيقی و کعبه تحقیقی اعني حضرت قبله گاهی مدظلہ العالی نکات صلواة و راز نماز بقدر حوصله برین فقیر منکشف گردانید بر نوشتن آن توفیق بخشد تا عارفان محقق از مطالعه آن حظ و افر بردارند و عابدان مدقق از مشاهده اش ترقیات نمایند و این رساله رسمی با سرار صلواة گردانید و بجای فعل لفظ سر مرقر نمود و چونکه فرائض نماز که آنرا اركان صلواة می گویند هفت اند درین رساله نیز بر فوق آن هفت سراکتفا نموده آمد و اللہ علی مانقول و کیل . واصل سبب آنکه در نماهه هفت اركان چه امقرر است حق سبحانه و تعالی می داند زیرا که در امور عبادات عقل را داخل نیست مگر کسی را از راه کمال عنایت بر سرار احکام عبادات آگاهی بخشد و بر حقیقت آن اطلاع دهند این کار علاحده است که بفضل و کرم اتعلق دارد .

باری بشوند که عادت الله چنین جاریست که او سبحانه از کمال حکمت بالغه خویش مدار و بنیاد تمام عالم بر هفت هفت چیز نهاد چنانچه افلاک که در ظاهر کارخانه عالم بر گردش است ها اتعلق دارد هفت اند و ستارگان سیاره نیز هفت وزین که باعث قیام مواليد ثلاثة است نیز هفت طبق

اسرار الصلوٰۃ

ست ورائع مسکون که خارج از کره آپیست هم منقسم بهفت اقلیم و آدمی که عالم صغیر عبارت از وست در ظاہر خود که عالم خلق اوست نیز هفت اندام دارد و در باطن که عالم امرویست هفت لطیفه و هم روزهای عالم که کار جهان متعلق به آن هاست هفت اند پس بر همین طبق او سبحانة نماز را که از امور عبادات ست نیز بهفت رکن بنیاد نهاد که بے آن ثبوت نماز متصور نیست و ذالک تقدیر العزیز العلیم . پس هر که هفت اندام خود را باصلاح تمام در آرد و ترکیه مطهر سازد و هفت لطائف خود را پاک از آلا ایش ماسوئی گرداند و به تصفیه رساند حقیقت نماز او در آن وقت تمام و کمال خواهد بود و اگر در یکی از این ها نقصان خواهد ماند خلی در شرائط وارکان نماز خواهد افتاد و در معنی گویا نماز او ناقص خواهد شد و چنانچه ارکان نماز هفت اند شرائط نماز نیز هفت اند تربیت هفت اندام و اصلاح نمودن این ها تعلق با شرائط نماز دارد و پاک گردانیدن لطائف سبعه از خطرهای غیر مناسب بارکان صلوٰۃ و بالله التوفیق .

سر اول: در بیان حقیقت نماز که چیست و فضیلت او و عروجی که در و واقع می شود و بیان نیت و تکبیر تحریمه با شرح آنکه درین وقت ظهور تجلی کدام اسم او سبحانة می شود .

سر دوم: در بیان قیام و تحقیق آن مقام معه تفصیل ظهور اسمی که مناسب باشد .

سر سوم: در بیان قراءات و جامعیت سوره فاتحه و سبب ضم کردن او با هر سوره در هر رکعت و ظهور اسمی که مناسب به آن وقت دارد .

سر چهارم: در بیان رکوع و ماینابه بذلک و تجلی اسمی که در آن وقت می شود .

سر پنجم: در بیان سجود و عروجی که در وقت سجده حاصل می شود با ذکر اسمی که در آن وقت متجلى می گردد .

سر ششم: در بیان قعده و معارفی که با تعلق دارد و ظهور اسمی که در آن وقت می شود .

سر هفتم: در بیان بیرون آمدن مصلی از نماز بقولی یا بفعلی و سبب آن که بلفظ سلام بیرون آمدن واجب چراست و بیان ظهور اسمی که درین وقت می شود و خاتمه کتاب .

سراول

در بیان حقیقت نماز که چیست و فضیلت او و عروجی که در واقع می شود و بیان نیت و تکبیر تحریمه و ظهور آنی که در آن وقت می شود:-

باید دانست که او سبحانه می فرماید: ان الصلوٰة تنهی عن الفحشاء والمنکرو البغی . وجای دیگر با حضرت موسیؑ علیؑ نبینا و عليه الصلوٰة والسلام امری کند که واقم الصلوٰة لذکری . پس حقیقت نماز بالطبع از امور منهیات و غفلت بازمی دارد و بذکر ویاد او سبحانه مشغول می گردد و نماز است که جامع جمیع عبادات است و افضل جمله طاعات و چنانچه در نظر قرآن خواندن و رُو و بقبله آوردن اجزای صلوٰة اند هم چنین در مراتب حقائق مقام حقیقت قرآنی و حقیقت کعبه از جزئیات مقام حقیقت صلوٰة اند و صلوٰة از عالم امر است و از کارهای ملائے علیؑ و اصل وی اسم جامع اوت تعالیؑ است و اصل الاصل وی صفت الحیات او عز و جل و کسی ازین لفظ اصل آن اصل خیال نکند که مقابل اور حرف فرع اعتبار کردہ می آید حاشا و کلا این اصل از اطلاق جزو فرع پاک و مبراست لیکن چون هر مقام را بمرتبه که فوق الفوق اوست نسبتی و مناسبتی می نماید و در نظر کشفی میان عالم مثال برگ اصل و حقیقت او جلوه گرمی گردد و برین تقدیر بیچ تبعض و تجزی در آن مرتبه مقدسه ثابت نمی شود با جمله این صفت حیات چنانچه جامع جمیع اسماء و صفات است هم چنین حقیقت صلوٰة نیز جامع جمله اعیان و حقایق است و ازین سبب است که بر همه کس نماز فرض است و بجا آوردن او ضرور و چه جای جماعت حضرت انسان که همه مخلوقات را جز صلوٰة چاره نیست اگرچه از تمامی نماز بہرہ انسان کامل راست لیکن نصیبی و بہرہ از رکنے از ارکان صلوٰة آنچه در آسمان ہاوز میں است مثل آفتاب و ماهتاب و کواکب و کوه ہا و درختان و چار پایان و اکثری از آدمیان همہ را حاصل است و بجهه اوت تعالیؑ بجماعی آرند و مناسبت باین رکن دارند کما قال اللہ تبارک و تعالیؑ "اللّم تران اللّه"

یسجدلہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم و
الجبال والشجر والدواب وكثیر من الناس ط، بلک درنظر وجدانی چنان معلوم می
شود که اصل صلوٰۃ صفت حیات است وصفت الحیات جامع جمیع اسماء وصفات است
و فوق همه آن ها پس اسماء الہی را نیز جز صلوٰۃ گزیر نیست و تبعیت او ضرور و نماز اسماء همین
رجوع این هاست بطرف ذات تعالیٰ و تقدست حدیث قدسی، قف یا محمدان
ربک یصلی . مشترک از بخاست و کسی از لفظ صفت حیات، زندگی و حیات مثل خود برآن
مرتبه مقدس قیاس نہ کند و نہ فهمد، تعالیٰ اللہ عن ذلک علوٰ اکبیرا . چرا که مقابل این
حیات مهمات است و آن حیات از ضد و نقیض پاک و ہوا لحی القیوم و ہر که را قدم ران
در منصب امامت است اور انصیب کامل از حقیقت صلوٰۃ است و امام جماعت اولیاء و مقربین
ست و پیشوای همه این ها و جمله از پیروان اویند و تابعان وی و رئیس و سردار این مرتبه حضرات
حسین اند رضوان اللہ علیہما حديث، سیدا شباب اهل الجنة الحسن والحسین
مبشر این مقام است و اگر کسی راشوق دیدن تفصیل منصب امامت پیدا گردد در مکتوبی
از مکتوبات حضرت امام برحق مدظلہ العالی مطالعه نماید که از آن جا مفصل حقیقت این مقام
معلوم خواهد گردید بر سر اصل سخن رویم و گوئیم که وقت نماز عارف راعرون ج فوق الحقيقة خود واقع
می شود بقدر قاس و حظ و افزای تجلیاتی که فوق حقیقت او است بر می دار و کسی اعتراض نکند که قسر
قادر جای می باشد که میل طبیعی بود و در آن مرتبه میل طبیعی معلوم گوئیم که ہر چند در عالم باطن که
از مجردات است میل طبیعی نیست اما میل ذاتی ثابت است که والی اللہ ترجع الامور
کلهما با جمله نماز اور از حقیقت او ترقی کناییده تا صفت حیات که اصل اصل ویست می
رساند و در آن مرتبه فنای کلی می بخشد و تا بمرتبه که فوق آن عرونج متصور نیست عارف از توسط
نماز ترقی می نماید سر الصلوٰۃ معراج المؤمنین از بخا باید فہمید و بی مشرف شدن بکمالات نبوت
نیز بہرہ مند گشتن از نماز محال است چرا که نماز معراج مومنان است و معراج بے کمالات

اسرار الصلوة

نبوت متصور نیست و معنی معراج المؤمنین آنست که نماز مومنین را بظاهر و باطن ترقی می کنند گویا که از عرصه دنیا بر می آردو بعالم آخرت در می آردو درین وقت باب معاملات اخروی می کشایند و آنچه در آنجام موعود است در حال ازان امور بہرہ ^{نصیبی} می دهند معامله قرب و معیت کا لمحسوس بحاسه بصری گردد و نسبت حضور و شہود کا لرؤیت می شود حدیث، قرة عینی فی الصلوۃ اخبار ازین معامله می نماید غرض که نماز از کارهای انبیاء است علیهم الصلوۃ والسلام کمال تابعان پنجمبر راعلیه من الصلوۃ اتمها و من التحیات اکملها خطی از نماز عنایت می نمایند و بہرہ ازوی دهند - مصرع -

این کار دولت است کنون تا کرار سد

و کم کسی بلکه اقل قلیلی باشدند که بسب نماز ترقیات نمایند و عروجات حاصل کنند، ذلك فضل الله يؤتیه من يشاء والله ذو الفضل العظيم. زیراً که مادام سالک در مرتبه سلوک است در حق او اشغال دیگر و مراقبات اتفع می باشند از نماز یعنی نوافل نه آنکه فرائض را ترک کرده بذکر و مراقبه پردازند که فرض در همه حال فرض است و بعد رسیدن بهنzel مقصود ترقیات بسب نماز است هر قدر که تو اند در طول قرأت و کثرت نوافل افزایند - مصرع -

کار این است و غیر این همه هیچ

بیان اراده قلبی که بر چند نوع است و نیت نماز و تکبیر تحریمه و اشاراتی که باین تعلق دارد و ظهور آسمی که در وقت نیت می شود:-

بدانکه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می فرماید: انما الاعمال بالنيات. یعنی درستی اعمال بالنيات است چه نیت اراده قلبی است و افعال که توابع دل اندی او بوقوع نبی آیند اگر نیک است آن اراده جمیع افعال نیک اند و اگر بد است آن اراده جمیع افعال بد اند اگر چ نمایند و اراده صفت دل است و نیکی و بدی او باصلاح و فساد قلب تعلق دارد کما قال ابنی صلی اللہ علیہ وسلم: ان فی جسد ابن آدم لم مضغة اذا اصلحت صلح اب حسد کله و

اذا فسدت فساد الجسد كله الا وهي القلب . پس ما اول بيان اراده نمائيم كه بر چند وجه است و نیکی و بدی او بچه قسم تو ان شناخت و در اراده باطل و حق بجه طور فرق باید نمود و عبادت قلب و معصیت وی چیست پس ازان ذکر نیت نماز که تعلق بعبادت قلب دارد کنیم :
 بعون الله الهادی العلیم . باید دانست که اراده قلب برد و وجه است اراده ایست که آنرا اراده خالص باید دانست و اراده ایست که آنرا اراده مشترک باید فهمید و اراده خالص سرهمه عبادات است و اراده مشترک راس جمله خطیات پس اول بيان اراده مشترک باید نمود تا فرق در میان اراده خالص حاصل آید بگوش هوش استماع باید فرمود که در قلب آدمی و اجزای بدن او که جوارح و حواس باشند نسبتی است که آثار یک دیگر با هم دیگر سرایت می نماید یعنی همیشه از قلب پیشتم و گوش و دست و پا بلکه جمیع اعضاقوتی و اعانتی علی الاتصال می رسد که بدان قوت و مدد فعلی که مناسب آن هر یک است می نماید هم چنین در قلب نیز سرایت آثار این ها می گردد که از توسط چشم رنگ هامی بیند و از پرده گوش صدامی شنود علی هذا القیاس از جمیع حواس ها و جوارح علم چیزی که لا یق هر یک آنهاست حاصل می نماید برین تقدیر معلوم شد که چنانچه قوت قلب در تمام بدن اثر می نماید هم چنین اثر بدن نیز در قلب سرایت می کند هذا این همه شهوت های بدنه که خواهش های طبیعی و نفسانی است بسبب غلبه خود بقلب اثر می نمایند و اور ابر آن می آرند که اراده فعلی که موافق خواهش این هاست نماید تا آن فعل در عرصه ظهور آید زیرا که ظهور فعل بدون اراده قلب ممکن نیست پس این اراده که بسبب این شهوت هادر دل پیدا می شود اراده مشترک است که از اشتراک آن شهوتات پیدا می گردد و اراده خالص قلب نیست و اراده باطل نیز همین است و چنانکه اعضا تو اربع دل اند هم چنین دل تابع روح است و آئینه دار جمال وی و روح از جمله عالم امر است و عالم ملائکه هندا مسمی است باسم روح و در حق ملائکه واروست که لا يعصون الله ما امر هم و يفعلون ما يؤمرون پس هر اراده که در قلب از القای روی لی مزاحمت هوای نفس پیدا خواهد شد البته که نیک و صواب

خواهد بود و بے امر الٰہی خواهد بود اراده خالص عبارت ازین سنت و اراده حق که مقابل باطل است نیز همین سنت پس در وقتی که اراده کاری پیدا گردد غور باید نمود که اراده خالص است یا مشترک اگر خالص است درستی آن باید کوشید و اگر مشترک است قصد ازاله آن اشتراک باید نمود اگر میسر گردد بفعل اقبال باید کرد و الاترک این باید فرمود و بالطبع خاصیت نفس انسانی آنست که اطلاع از کار خوب و زشت و اراده نیک و بدی دهد و خبری کند که نفس و ما سواها فالهمها فجورها و تقوها . اگر ذره از اشتراک این شهوات خواهد بود آگاهی از ان خواهد بخشید و عبادت قلب همین اراده خالص است یعنی خالص خود را در اراده او سبحانه محسنه در حضور شهود او جل و علا بالکل فانی باید گردید و اعراض از جمیع ارادت ماسوی اللہ باید فرمود و معصیت قلب اراده مشترک است یعنی اراده که در واشتراک حول و قوت خود بود بالجمله از بیان این تحقیق معلوم گردید که عبادت قلب اراده خالص است پس در نماز که سر جمیع عبادات است اول قلب را بعبادت باید آورد تا تمام عبادت راست و درست شود که همه جوارح تو ای دل اند و محکوم وی چون او بعبادت درآید همه بوجه احسن بعبادت خواهند درآمد یعنی اول نیت باید نمود و از جمیع ارادات طبیعی و نفسانی اعراض باید فرمود و باراده خالص احرام کعبه مقصود که مرتبه کبریایی معبد حقیقی است باید بست و بوسیله لفظ اللہ اکبر متوجه جناب کبریایی باید شد و بگفتن کلمه تکبیر ذبح مرغ نفس و حیوانات واجب الذبح آله باطله باید کرد ، لان هذا ذبح عظیم . و قطع از جمیع ماسوی نموده دست تعلق و احتیاج از کونین برداشته ابا از جمله تعلقات کوئی باید نمود این سنت اشارت دست در تکبیر تا گوش رسانیدن که ازین گرفتاری ها هوش خود را پاک و بے هوش گردانید نست و نکته نیت نماز و تکبیر تحریمه که چون اراده قرب او تعالیٰ باید کردار اول دست از تعلق کونین باید برداشت و نیت نماز مشتمل نباشد بسیار از فتاوی قلب و تحلی ارادی است و درین وقت ظهور تحلی اسم "المريد" او سبحانه می گردد و این اسم متحلی می شود و از این تحلی سنت که در دل مصلی نیت و اراده نماز می آید و تکبیر تحریمه

مناسبت، مقام فای قلب و فای نفس دارد.

سردوم

در بیان قیام و تحقیق آن مقام معه تفصیل ظهور آسمی که مناسبت با او دارد: -
 بد انکه قیام از ارکان نماز است و حق تعالیٰ می فرماید که و قومو اللہ قائتین یعنی قائم شوید برای خدا باستواری و طاہر قیام آنست که بعد از تکبیر تحریمه دست راست بر دست چپ نهاده مردانه از زیناف باید بست وزنا زرا بر سینه و رو بقبله باید استاد و باطنش آنکه بحضور ملک حیقی دست بسته به نیاز تمام و افتخار کلی باید استاد و محود را استیلای حضور و شهود وی عم نواله گشته قیام طاہر و باطن خود را ازین نسبت تصور باید نمود و اسقاط این اضافات حول وقت قائم ماندن خویش از خود نموده منتب بجانب فاعل حیقی باید ساخت و تمام از خود و غیر خود تهی گردیده مظہر قیوم بحق باید گشت و بسان الف آزاد از جمیع تعداد کثرت اسمائی و صفاتی گردیده توجه خاص بمرتبه احادیث مجرده و ذات بخت پیدا باید گرد و اگر این حالت قرب و شهود دست نداد و میسر نشد به مخالفت نفس قیام باید نمود و تطویل قرأت باید فرمود و بسیار در قیام باید بود تا مخالفت نفس حاصل آید و اجر و ثواب خود از دست نه رو دو این نماز ابرار است و اگر درین ضمیم ظهور آن نسبت گردید و بهره از نماز مقریین حاصل شد شکر آن بجا باید آورد که این معامله بعنایت و رحمت او سبحانه تعلق دارد: و اللہ یختص بر حمۃ من یشاء . و نکته دست راست بالای دست چپ بستن وقت قیام آنست که اعمال خیر تعلق بطرف یکیین دارند لہذا فرشته که حسنات می نویسد جای او بسم دست راست است و بروز قیامت نیز اصحاب یکیین مومنان خواهند بود و افعال شر مناسبت بجانب شمال دارند و فرشته که سیات می نویسد مکان وی بطرف دست چپ است و اصحاب شمال کفار خواهند بود و سبحانه می فرماید که ان الحسنات یذهبین السیات . پس در قیام که عبادت او تعالیٰ است سیات مجموعی شوند و پله حسنات بر پله سیات رانج

اسرار الصلة

می آید برین تقدیر در ظاهر نیز طرف بیکین را بر جانب شمال ترجیح باید داد و دست راست را بالای دست چپ باید نهاد تا معنی این معامله بظاهر و صورت نیز مشکل گرد دواین رکن قیام مناسبت تمام بعرونج و عالم بالا دارد و بر پاداشتن او مشترن تا سیار از بقا و عروجات است حتی که اجزایی عناصر اربعه را نیز درین وقت عرونج تمام بمنظر کشی مشهود می شود و عارف رادرین زمان ظاهر او باطن ارتقی کلی از مقام مقرری او که آنجا سکونت واستقرار دارد حاصل می آید و درین وقت ظهور اسم "القيوم" او سبحانة می شود و از اسرار صفت قیومیت آگاهی گردانند که تفصیل نوشتن آن درازی بسیار می خواهد و این رساله بر سبیل اجمال تحریر یافته و این صفت قیومیت از صفات دیگر بصفت حیاة بسیار اقرب می نماید که هیچ صفتی بصفت حیات از قیومیت قریب تر نیست و ازین سبب است که او سبحانة اسمای این صفات را در قرآن مجید نیز متصل بیان می نماید که الحی القيوم پس این رکن قیام که محل ظهور اسم القيوم است باصل الاصل صلوٰۃ که صفت حیات است از ارکان دیگر قریب تر باشد و از همه اولی بود اگر چه درین مسئلہ اختلاف بسیار است بعضی می گویند که سجدہ از قیام بهتر است و جمعی برآند که قیام از سجدہ افضل لیکن معتقد حضرت ابی حنیفه آنست که قیام فاضل تر است و فقیر می گوید که هر یک رکن خصوصیتی جدا و قرب علاحده دارد هر کر ابرحقیقت رکنی که اطلاع بخشیده اند و در ان رکن معاملات قرب به میان آورده اند به نزد یک او آن رکن افضل است و آنرا بهتر می گوید و اگر کسی را بهره کامل از همه ارکان دهنده و نصیب تمام از تمام نماز عنایت کنند در حق این چنین شخص همه ارکان بهتر و افضل اند

بسن کنم خود عابدان را این بس است

نکته کافی است گر سامع کس است

رسوم

در بیان قرأت و جامعیت سوره فاتحه و سبب ضم کردن او با هر سوره در رکعت و

ظهور اسمی که مناسبت با آن وقت دارد:-

باید دانست که قرأت نیز از فرائض نماز است و از ارکان وی و سوره فاتحه خواندن وضم کردن سوره دیگر با اواز و اجابت است پس اول بیان فرضیت قرأت باید نمود بعد ازان از واجبات سخن باید گفت بد انکه نماز وقت قرب بند است بحق جل و علاوه زمان نزدیکی اوست بارب خود و خاصه قرب آنست که بند را بارب خود هم کلامی حاصل آید و از الهامات و انعامات او بهره مند گردد پس قرآن مجید که کلام الهی است در آن وقت باید خواند تا نصیبی از کلام او میسر شود و بهره ازین معامله حاصل گردد و کسی ازین بیان خیال نکند که بزرگان و خواصان که بشرف الهامات الهی مشرف شده اند و در نماز با حق تعالی سخن می گویند و از وی شنوند باید که قرآن شریف نخوانند چرا که بیواسطه بحق سبحانه هم کلامی شوند و حاصل قرب همین است که در نماز مطلوب بود پس قرآن چرا باید خواند حاشا و کلازیرا که کار و بارا اولیاء و کارخانه که با ولایت تعلق دارد معامله نفس است چنانچه حضرت خواجه بهاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سره العزیز می فرماید که عارف آن چه می بیند در خود می بیند و هر چه می باید در خود می باید هر چند که بعضی از اولیائی کمال این هم می فرمایند که اولیائی کامل را معامله ماوراءی نفس و آفاق می شود این سخن راست درست است چه کسانیکه بكمالات نبوت مشرف شده اند نسبت بکسانیکه در مرتبه ولایت اند معامله آن ها البته که ماوراء نفس و آفاق است لیکن باز در جنب انبیاء عليهم الصلة والسلام از شائبه نفس خالی نیست و کارے که بانبیاء تعلق دارد تحقیق ماوراءی نفس و آفاق بلک وراء الوراءی نفس و آفاق است پس قرآن مجید که کلام الهی است وناشی از آن مرتبه اعلی در نماز باید خواند تا قرب بمرتبه اصل حاصل آید و از کلام حقیق او جل جلاله نصیبی میسر شود و این کلام که در الهامات می شود از لوث نفس پاک نیست.

سوال: ازین بیان معلوم شد که معامله اولیاء از نفس خالی نیست و معامله انبیاء ماوراءی نفس و آفاق است لهذا این کلام که بتوسط پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بمارسیده است کلام حقیقی او تعالی

ست پس برای این قرآن شریف در نماز باید خواند تا ترقی در قرب حاصل آید و بهره از معامله اصل میسر شود لیکن معامله پیغمبر خود ازین الواح پاک است برین تقدیر پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم چرا در نماز قرآن باید خواند و بر کلامی که در آن وقت از حق سبحانة الہام می شود اکتفا باید نمود.

جواب: قرب پیغمبر علیه من الصلوات اتمها و من التحيات اكملها دو است قریب است که به نبوت تعلق دارد و قریب است که بولایت تعلق دارد معامله قرآن مجید مشعر از قرب نبوت است و ماورای نفس و آفاق و حدیث قدسی ناشی از قرب ولایت و حجاب نفس است و از اضافت حدیث خالی نیست ازین سبب است که آنرا حدیث قدسی می خوانند و فقط کلام الهی نمی گویند پس ثابت شد که پیغمبر رانیز در نماز قرآن باید خواند و بر حدیث قدسی اکتفا نیاید کرد و سبب آنکه سوره فاتحه را خوانند و سوره دیگر باضم کردن واجب چراست آنست که سوره فاتحه جامع جمیع اسرار قرآن نیست چنانچه حضرت امیر المؤمنین علی مرتضی افاض اللہ علینا فیوضات علمه می فرماید که تمام اسرار لقرآن فی فاتحه الکتاب پس چون این سوره در هر رکعت خوانده می شود گویا تمام قرآن شریف تلاوت می یابد و این سوره مناسبت بر کز صفت کلام که مرتبه اجمال است دارد و تمام قرآن مجید بدائره وی که مقام تفصیل است و این سوره را مناسبت تمام بعروج است و انکشاف اسرار این سوره در وقت کمال عروج و قرب ولایت می شود ازین سبب بود که بر شاه ولایت اسرار این سوره تفصیل منکشف گردید که از قول مذکور این معنی پر ظاهر است و سوره دیگر را با سوره فاتحه برای آن ضم باید نمود که فیض از مرتبه اجمال و تفصیل گرفته شود و تمام از صفت کلام بہرہ کلی حاصل آید و درین وقت ظهور اسم ”المتكلم“ او سبحانة می گردد و فنا در آن مقام حاصل می شود پس مصلی را باید که وقت قرات قرآن شریف که کلام الهی است خود را چون شجره موسی کلیم اللہ علی نبینا و علیه الصلوة والسلام تصور نماید یعنی چنانچه حضرت موسی کلام او سبحانه را از پرده آن درخت استماع می نمود، هم چنین این شخص درین زمان آن سروش غیبی از سازآواز و زخمه زبان خویش

اصحان نماید و تبرئه از حول و قوت خود نموده فنای کلی واستغراق تمام در مرتبه صفت کلام حاصل کند و این حالت پیدا نماید که گویا الحال بیواسطه از جناب او سبحانه می شنود و بسان نے خالی از خود گردیده نغمه آواز خود از دم نای پندار دواز انفتحه انگار دکه و نفخت فیه من روحی.

سرچهارم

در بیان رکوع وما بیناسب ذلک و تجلی اسمی که در آن وقت می شود:-

حق تعالیٰ می فرماید که وار کعومع الراکعین پس رکوع نیز فرض است و ازارکان نماز و صورت او خم گردانیدن پشت است و حقیقت وی انتقاد امرا و سبحانه است و درین وقت به تعظیم تمام خود را به پیش عظمت او تعالیٰ پست گردانیده عظمت و بزرگی جمیع مخلوقات را که بظاهر بزرگ و عظیم می نمایند از دل خویش دور کرده همه ملک و فلک را در عبادت و رکوع مقید و خم دانسته خود را نیز درین کار شریک باید ساخت اینست اشاره کریمہ ”وار کعومع الراکعین“ و صورت مثالی این رکن در عالم مثال چون قوسی ظاہر گردید و مشکل بشکل نصف دائره معلوم شد در آن وقت چون امعان نظر را کار فرمود نصف دیگر دائره نیز مکشوف گشت لیکن بلطفت و تزییه تمام در آن زمان از حقیقت این سر آگاه گردانیدند که این مقام حقیقت رکوع است و اصل وی و این مرتبه برزخ است در میان عروج و نزول و تزییه و تشبیه پس ازان سبب بود که اول نصف دائره که مناسبت بنزول و تشبیه داشت ظاہر گشت و آن قوس اعلیٰ مستور ماند لیکن بفضل الهی بعد دیری برگ لطافت و تزییه تمام مشهود گردید و بجا آورد و این رکن مشتمل تاریخ کثیر از استغراق کلی و حقیقت اسلام است و درین وقت ظهور عظمت الهی می شود و سبحانه تجلی اسم ”العظيم“، متجلی میگردد ازین سبب است که در رکوع به تسبیح ”سبحان ربی العظیم“ اشتغال می نمایند و سبب آنکه رکوع بعد قیام چرا باید بجا آورده آنست که قیام در حقیقت مناسبت تمام بعروج دارد و عروج کلی عارف را در آن وقت حاصل می شود چنانچه تحقیق آن سابق

گزشت و رکوع هم مناسبت بعروج دارد و هم بشرع مرتبه نزول چنانچه شرح آن نموده آمد و مقرر است که اول عروج واقع می شود بعد ازان شروع معاملات نزول می گردد پس چون در قیام عروج تمام حاصل گردید رو بنزول باید آورد و اول بمرتبه که مشتمل عروج و نزول بود رجوع باید فرمود بعد ازان به تمام در مقام نزول کلی نزول باید نمود اینست سبب ادامه نمودن رکوع بعد قیام -

سر پنجم

در بیان سجود و عروجی که در وقت سجده می شود با ذکر اسمی که در آن وقت متعلقی می گردد:-

بدانکه سجده نیز از ارکان نماز است و از جمله فرائض وی و اور اصولی است و حقیقتی و صورت او بر همه کس ظاهر است و در جمیع کتاب ها مسطور و حقیقتش از نظر اکثر مردمان مسطور است مگر اقل قلیلی که محض بعنایت الهی بشرف آگاهی حقیقت سجده مشرف شده اند بهره از عروجی که در وقت سجده واقع می شود بر میدارند و به سبب بجا آوردن سجده ترقیاتی نمایند و سعادت قدم بوس معثوق حاصل می کنند و این رکن مناسبت تمام بعروج و نزول دارد هر چند که رکوع نیز جامع عروج و نزول است لیکن این قدر هست که در رکوع پله عروج از نزول رانج است و در سجده جانب نزول قوی و سجده را در مرتبه نزول نسبت کلی با جزء ارضی است و بطرف عروج مناسبت تمام به لطیفه اخفي ازین سبب بود که شیطان سجده نکرده زیرا که او آتشی است و از اثر جزو کره ناری بطرف زمین رجحان ننمود و از حقیقت سجده که علو تمام دارد محروم ماند و با سفل السافلین محبوس گشت و چون این رکن باعتبار نزول فروتنین همه ارکان است و پایان ترجمة عبادات عروجی که بتوسط این واقع خواهد شد اعلی و فوق الفوق جمیع عروجات خواهد بود و التزام او مشترک نتائج کثیر از مراتب نزول و حقیقت عبودیت و تجلی خاص

ست و اصل الاصول این رکن اسم "العلی" او سبحانه است و درین وقت ظهور این اسم او سبحانه می شود اگر چه در نظر کشی درین زمان ظهور اکثر اسماء علی تفاوت الحالات مشهود می شود لیکن این اسم را خصوصیت دیگر است ازین سبب است که در وقت سجده تسبیح "سبحان ربی الاعلی" باید خواند و این رکن را با ولایت ملائکه که ولایت علی است در جانب عروج مناسب تمام است و بطرف نزول بحقیقت عبودیت که مشعر از کمالات نبوة است و در قیام عروجی که واقع می شود از طرف سر و سمت فوق و جانب بالا واقع می شود و شروع از کره هوا می گردد و از هوا بر کره آتش و از آن جابر آسمان اول و دوم و سوم الی ماشاء الله و چون که سجده مناسبت تمام با جزء ارضی دارد عروج او نیز از کره ارضی است و از جانب پائین که بحقیقت طرف بال است موافق مرقوم حضرت قبله کوئین ایدنا الله بنصرة سره وقد سنا ببر که برہ و از کره ارضی تا کره مای بر فوق تفصیل گزشته از جانب تحت تا جای که مرضی او سبحانه است عروج واقع می شود و از جانب تحت عروج کمالات نبوت است لہذا پغمبر را صلی الله علیه وسلم در شب معراج عروج از همین طرف واقع شد یعنی از بیت الحرام که بر ناف زمین واقع است تا به بیت المقدس که فروتر است نسبت بزمین که و ازینجا کره ارضی را طی کرده کره مای را پس پر گردانیده بترتیب جمیع مراتب عناصر و افلاک را قطع نموده رسید تا بجای که رسید و اگر عروج ازین طرف فوق که بحقیقت جانب تحت است واقع می شدی بیت المقدس چرا در میان می آمدی و از رسیدن بیت المقدس او سبحانه اخبار می نماید جائے که می فرماید سبحان الذي اسرى بعده ليلاً من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الذي باركنا حوله لنريه من آياتنا . پس ثابت شد که عروج نبوت از طرف تحت واقع می شود و عروج ولایت از جانب فوق میسر می گردد چنانچه در بیان عروج قیام دریں جاذب کور شد و در عروج ولایت معرفت اجمانی عالم علویست و در عروج نبوت معرفت تفصیلی عالم علوی و سفلی و تا که عروج بطرف فوق ست مبنی از معامله ولایت است .

بس کنم خود عارفان را این بس سست
نکته کافی سست گر عارف کس سست

انا لله وانا اليه راجعون

سر ششم

در بیان قده و معارفی که با تعلق دارد و ظهور آسمی که در آن وقت می شود:-

بدانکه قده نیز از ارکان نماز است و اورا هم صورتیست و حقیقتی و صورت احتیاج بیان ندارد و حقیقتیش از نظر اکثر علماء بلکه اولیاً مخفی است که این رکن را در جنب ارکان دیگر پیچ قدری نمی نهند پس بیان حقیقت او ضرور بلکه فرض و هم اظهار عنایت الهی و انتقال امر وی که واما بنعمت ربک فحدث بگوش ہوش استماع باید نمود که این رکن مرتبه اخیر حقیقت صلوٰۃ است و مناسبت تمام بمرتبه اطلاق ولا تعین دارد و پاک از تحولات احوال و مبنی از مقام تمکین و حقیقتیش آنست که دل را از گردش خطرهای غیر باید نشانید و بحضور و شهود اوجل ذکره تسکین و آرام باید داد و التزام او مشمر نتائج کثیر از مقام تمکین و اطمینان نفس است و متناسب کلی و بردباری تمام نتیجه این رکن است و درین وقت ظهور اسم "المتین" او سبحانه می شود و باعتبار نزول مناسبت تمام بعالم دارد و بلحاظ عروج متوجه تنزیه به صرف است و شرح تمکین وی آنست که چنانکه سالک در سلوك می آید و ترقیات می نماید اول برودر واژه احوالی واذواقی که مناسبت بتوین دارندی کشانید و از حالی بحالی می درآرد و چون سلوك او تمام می شود و از راه بر می آید و بکعبه مقصود می رسد در آن وقت این همه حالات تکوینات رو بخفا می آرند و در مرتبه که مناسب استعداد آن سالک می باشد اور ا مقام می بخشد و بشرف تمکین و اطمینان مشرف می سازند هم چنین در دیگر ارکان نماز ظهورات رنگ رنگ حالات و تجلیات که مناسبت بتوین دارندی شود لیکن چون بفضل الهی مراتب همه

اسرار الصلة

ارکان دیگر طی شوند و مرتبه حقیقته صلاوة قریب با خرمی رسید در آن وقت ظهور حقیقته این رکن می شود و اطمینان نفس و تمکین کلی میسر می گردد و بالکل عارف از تحولات احوال بر می آید و رجوع خاص بطرف تزییه هه صرف پیدا می کند.

سر هفتم

در بیان بیرون آمدن مصلی از نماز بقولی یا بفعلی و سبب آنکه بلفظ سلام بیرون آمدن واجب چراست و ظهور آسمی که درین وقت می شود و خاتمه کتاب:-
باید دانست که بیرون آمدن مصلی از نماز بقول یا بفعل نیز فرض است و از ارکان نمازو
بلطف سلام بیرون آمدن واجب است چنانچه در همه کتب مسائل مسطور است و اسرار وی مخفی و
مستور لیکن به اعانت و مدد جناب حضرت سلام درین رساله که محمل و مختصر است بر سبیل اجمال
و اختصار ایرادی یا بدون ونشته می آید که سابق در سراول در بیان حقیقت صلاوه تحریر یافت که صلاوه
از عالم امر است و از کارهای ملأء اعلی پس چونکه مصلی نمازی کند و صلاوه بجامی آرد فاعل کارهای
ملأکه می گردد و آن فعل اور از این جاتر قی کنانیده تا آنجا که موضع ظهور او است می بردگویی که
بتمام از این جا بر می آید و در آن عالم می رسدو تا که در نماز است داخل زمرة فرشته گانست و
مقتضای این عالم نیست که دائم آنجا ماند و همیشه قرار در آن مکان حاصل کند چرا که این همه
افعال بشری و به مقتضای زندگی موقوف می مانند ولی موت این محل است ان شاء اللہ تعالیٰ
بعد از رهاشدن مرغ روح از قفس بد نی ابد ال آباد در فضای عالم بالا و در آن مرتبه علیا سکونت
خواهد بود پس حالا اگر بسبب نماز کردن در آن مقام گزار واقع شود باز خواه مخواه بعد زمان
نزوی باید کرد و درین عالم باید آمد و درین عالم آمدن از دو حال خالی نیست یا که ازین شخص
قولی سرزند یا فعلی بظهور آید و بدون این درین عالم آمدن متصور نه پس برای این جماعت حق
تعالی فرمود که چون شما نمازی کنید از توسط او ترقی نموده در جماعت فرشته گان و عالم امر داخل می

اسرار الصلة

شوید و بسبب مقتضای بشری دائم ماندن در آن جانی توانید لهذا شمارا باز درین عالم رجوع باید نمود و نزول باید فرمود و درین عالم آمدن و داخل شدن بے قول یا فعل محال است پس باید که بیرون آسید از نماز بقول یا بفعل ازین سبب است که در نماز سخن نباید گفت و هیچ کار نباید کرد زیرا که نماز فاسد می شود و مصلی از آن عالم بر می آید و نزد مقریین چنانچه در نماز هیچ نباید گفت خطرات ماسوی را نیز بدل راه نباید داد که این سخن دل است و در نماز سخن گفتن نشاید و فعل دل نیز همین است و قول و فعل وی یک است ۔

فرد

قول و فعل میکیست چون خامه

آنچه کردم همان همی گویم

و سبب آنکه بلفظ سلام بیرون آمدن واجب چراست آنست که مصلی در آن وقت از آن عالم نزول می نماید و در این جامی آید و از جماعت فرشتگان جدامی شود و رخصت می گردد و در وقت رخصت البته باید که بگویید السلام علیکم و رحمۃ اللہ اینست سبب وجوب لفظ سلام و سبب گردانیدن رو بطرف دست راست و چپ آنست که تا فرشتگان کراما کاتبین نیز ملحوظ باشند و اگر امام است باید که مقتدیان را نیز منظور نظردار و برایشان نیز سلام فرستد و جماعت مقتدیان هم یگر را نیز ملحوظ دارند و حضرت امام جعفر صادق شرفنا اللہ بوراثتہ نسبت باطنیه می فرماید که سلام در پس هر نماز بمعنی امانت یعنی کسی که ادا کرد و امر اللہ عالی و سنت نبی او صلی اللہ علیہ وسلم بخشش و خصوص قلب پس برای اوست امان از بلای دنیا و نجات از عذاب آخرت و سلام آئمی است از اسماء حق سپرده است آنرا خلق خود تا استعمال کنند معنی آنرا در معاملات و امانت میان خود ہا و اگر اراده کنی که بجا آری معنی آنرا پس تبرس از حق تعالی و اگر سلام فرستی از خود دین خود را و قلب و عقل خود را پس ناپاک مکن آن ہارا از ظلمت معاصی و اگر سلام فرستی حافظان خود را که ملائکه اند ملوک گرداں و حشی مکن آنہارا بزشتی اعمال خود و هم چنین ملوک کن بزشتی معاملت

دوستان و دشمنان خود را آن‌تی با جمله درین وقت ظهور اسم "السلام" او سبحانه می‌شود و تجلی این اسم می‌گردد و اوتکالی نیز سلام می‌فرستد و این رکن مناسبت بکمالات رسالت دارد زیاده ازین درین رساله تطویل کلام را کار نفرمود و جمیع تفاصیل را درین چند کلمات موجزه محمل مندرج گردانید که عارفان اهل تحقیق ازین چند الفاظ چند در چند معانی خواهند فهمید العاقل تکفیه الاشارة .

قطعه

گر کشایم بحث این رامن بساز
تسوال و تا جواب آمد دراز
دفتر اسرار ابتر می‌شود
نقش خدمت نقش دیگر می‌شود
ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا و ارحمنا انک انت الغفور الرحيم.

خاتمه کتاب

التماس از جمیع اخوان طریق دیاران شفیق آنکه چون این رساله را بنظر تحقیق مطالعه فرمایند و نکته ازین نکات بخارط عاطر خویش پسند نمایند ازین فقیر بے بضاعت و بندۀ بے استطاعت یاد آرند و به نیاز تمام درباره این بندۀ پر تقدیر از جناب او سبحانه استدعا نمایند که دست این فقیر نیاز مندر ازاد امن غنا و بے نیازی خود جدانه کند و همیشه بحضور و شهود خویش بے مزاحمت اغیار مستغرق دارد و در زمرة "لم تقولون مالا تفعلون" داخل نه نماید و سواد این

اسرار الصلة

رساله را باعث روسیا، هی من نگرداند و بمحبوب فرماید: ربنا تقبل منا
انک انت السميع الدعاء والسلام علی من اتبع الهدی. و چونکه این فقیر طبع
موزو نی هم دارد و در تخلص می کند این ریاضی را بطریق یادگار درین رساله تحریر نمود

ریاضی

ای درد زمردمان اهل عرفان
از وضع کلام می توان یافت نشان
مارا مطلب بجز میان تصنیف
مانند معانی به کتابیم نهان

تمت

تمام شد رساله اسرار الصلة

AADIL ASEER DEHLAVI

Name	: MOHD. ADIL RASHID
Date of Birth	: 21st Sept. 1959
Academic Qualification	: M.A. (Urdu) Agra University, Agra Honours in Arabic (Maulvi Fazil) Punjab University, Chandigarh
Profession	: Author, Translator & Journalist
Published Work	: Phool Hi Phool, Boojho to Janein, Aasan Nazmein, Geet Mala, Bachchon Ke Dohey, Gulistan Ki Kahaniyan, Rubaiyat-e-Aadil, Naghma-e-Khayyam, Bachchon Ke Iqbal, Guldasta-e-Naat, Phool Mala, Chirya Ghar Ke Andar, Birbal Ki Kahaniyan, Bachchon Ki Nazmein, Rang Birange Phool, Bachchon Ki Rubaiyan, Amir Khusro Ki Paheliyan, Jag Mag Jag Mag, Sach Ka Inaam, Kahawaton Ki Kahaniyan, Aa Saheli Boojh Paheli, Dil Kash Kahaniyan Nannhi Munni Namzein, Pyarey Pyarey, Bachchon Ke Geet, Balle Balle, Akkad Bakkad, Paheliyan, Ismail Meeruti, Hamarey Sciencedan, Nannhe Munne Geet, Ganj Nama, Kulliyat-e-Aadil (Vol. I), Rubiyat-e-Saifuddin Bakharzi etc.
Awards	: * 1995 : Urdu Academy, Delhi Award for "Bachchon Ki Rubaiyan" * 1996 : Urdu Academy, Delhi Award for Children's Literature. * 1996 : West Bengal Urdu Academy Award for Children's Literature on "Birbal Ki Kahaniyan" * 1999 : Uttar Pradesh Urdu Academy Award for "Geet Mala" * 1999 : West Bengal Urdu Academy Award for Children's Literature on "Aasan Nazmein" * 2001 : Urdu Academy, Delhi Award for "Guldasta-e-Naat" * 2001 : Uttar Pradesh Urdu Academy Award for Rubaiyat-e-Aadil * 2004 : Bihar Urdu Academy Award for "Gulistan Ki Kahaniyan" * 2005 : Urdu Academy, Delhi Award for "Ganja Nama" * 2005 : Uttar Pradesh Urdu Academy Award for "Bachchon Ke Geet" * 2008 : Uttar Pradesh Urdu Academy Award for "Ismail Meeruti"

Mailing Address: 3212, Turkman Gate, Dehli - 110006 (India)

E-mail : aadilaseer@homtailmcom

Mobile : 9899711762